نماز وتر کے احکام پر مدلل تحریر جس میں
معترضین کے اعتراضات کا علمی محاسبہ کیا گیا ہے



تحفة العِطر
فی
احکام صلاة الوتر

تالیف و تحقیق : حافظ نجف علی

نماز وتر کے احکام پر مدلل تحریر جس میں
معترضین کے اعتراضات کا علمی محاسبہ کیا گیا ہے

تحفہ العطر فی احکام صلاۃ الوتر

تحقیق و تالیف : حافظ نجف علی

انتساب

الامام ، فقیہ الملۃ ، عالم العراق

مجتہد مطلق

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حافظ نجف علی

مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْقَادِرِ الْقَوِيِّ الْقَاهِرِ الرَّحِيمِ الْغَافِرِ الْكَرِيمِ السَّاتِرِ ذِي السُّلْطَانِ الظَّاهِرِ، وَالْبُرْهَانِ الْبَاهِرِ، خَالِقِ كُلِّ شَيْءٍ، وَمَالِكِ كُلِّ مَيِّتٍ، وَحَيٍّ، خَلَقَ فَأَحْسَنَ، وَصَنَعَ فَأَتْقَنَ، وَقَدَرَ فَغَفَرَ، وَأَبْصَرَ فَسَتَرَ، وَكَرَمَ فَعَفَا، وَحَكَمَ فَأَخْفَى، عَمَّ فَضْلُهُ، وَإِحْسَانُهُ، وَتَمَّ حُجَّتُهُ، وَبُرْهَانُهُ، وَظَهَرَ أَمْرُهُ، وَسُلْطَانُهُ فَسُبْحَانَهُ مَا أَعْظَمَ شَأْنَهُ، وَالصَّلَاةُ، وَالسَّلَامُ عَلَى الْمَبْعُوثِ بَشِيرًا، وَنَذِيرًا، وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا فَأَوْضَحَ الدَّلَالَةَ، وَأَزَاحَ الْجَهَالَةَ، وَفَلَّ السَّفَهَ، وَثَلَّ الشُّبَهَ: مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ، وَعَلَى آلِهِ الْأَبْرَارِ، وَأَصْحَابِهِ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ.

کچھ عرصہ قبل میرے ایک عزیز نے اس مسئلہ پر توجہ دلائی کہ بے راہ روی کے اس دور میں ہر انسان نے دین کو صرف وہی سمجھ لیا ہے جو اس کی اپنی سمجھ میں آیا ہے اور اپنے علاوہ تمام کو جہالت سے تعبیر کر دیا ہے، حالانکہ یہ سب بذات خود ایک کھلی جہالت ہے، اسی جہالت کا ایک نمونہ جس کی طرف میری توجہ دلائی گئی کہ بعض جہلاء نے محض چند کتابوں کے تراجم پڑھ کر امت کے سواد اعظم پر طریقہ نماز کے سلسلے میں بہتان تراشیاں کیں اور بلا سوچے سمجھے بک دیا کہ احناف جو نمازِ وتر پڑھتے ہیں اس کا سنت سے کوئی ثبوت نہیں، یہ آج کے نام نہاد سکالر جن کا کاروبار ہی امت میں تفرقہ ڈالنا ہے اور لوگوں کی توجہ کا مرکز بننا ہے ان کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ امام اعظم رحمہ اللہ تابعی بزرگ ہیں اور انھوں نے نماز کا طریقہ ان ہستیوں سے سیکھا جو حضور ﷺ کی خدمت میں رہتے ہوئے " صلوا كما رأيتموني اصلي " کا حقیقی مصداق ٹھہرے۔

ایسے جاہلوں اور سستی شہرت کے پجاریوں کو ہوش دلانے کیلئے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فہم دین اور محبت مصطفیٰ کریم ﷺ سے لبریز قلب کی نورانیت سے لوگوں کو آگاہ کرنے کیلئے یہ اپنی نوعیت کا ایسا منفرد اور جامع رسالہ تحریر کیا گیا ہے جو موجودہ دور میں بعض جاہل اور نام نہاد مفکرین، جو چند کتابوں کا سہارا لے کر احناف کے فقہی موقف پر بے جا اعتراضات کرتے ہیں اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے ردِ نقیض میں یہ تحقیق و تالیف پیش کی ہے۔

اس رسالے میں خاص توجہ دی گئی ہے کہ ہر مسئلہ اور حکم پر احناف کے موقف کو مرفوع، صحیح اور معتبر روایات کی روشنی میں ثابت کیا جائے تاکہ کوئی شبہ باقی نہ رہے، اور طوالت سے بچتے ہوئے آثار صحابہ و اقوال تابعین کو ذکر نہیں کیا گیا۔ میری پوری کوشش رہی ہے کہ اس نوعیت کا یہ کام نہایت مستند اور مستدل ہو، کیونکہ اس سے پہلے وتر کی نماز کے احکام پر اس قدر جامع اور اختصار سے کوئی تحقیق پیش نہیں کی گئی۔ خاص طور پر نمازِ وتر کے ہر پہلو پر ابواب قائم کیے ہیں اور ساتھ ساتھ معترضین کا علمی محاسبہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ نہ صرف احناف کی تائید میں ایک مضبوط علمی دستاویز ہے بلکہ ان تمام طالب علموں اور عام مسلمانوں کے لیے بھی مفید ہوگا جو وتر کے مسائل کو سمجھنا چاہتے ہیں یا ان پر علمی مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے میرے اور قارئین کے لیے باعثِ خیر بنائے۔

12-01-2026

فہرس

ابواب	عناوین	صفحہ نمبر
بابِ اول:	**وتر واجب ہیں**	1
فصلِ اول:	وجوب کے دلائل	2
فصلِ ثانی :	متفرق دلائل	8
فصلِ ثالث:	اعتراضات کے جوابات	10
بابِ دوم:	**وتر تین رکعات ہیں**	
فصلِ اول:	تین رکعات کے دلائل	20
فصلِ ثانی:	متفرق دلائل	23
فصلِ ثالث:	اعتراضات کے جوابات	24
بابِ سوم	**تکبیرِ قنوت کے وقت رفع الیدین**	
فصلِ اول:	حکم اور دلائل	31
فصلِ دوم:	متفرق دلائل	33
فصلِ سوم:	اعتراضات کے جوابات	34

فہرس

ابواب	عناوین	صفحہ نمبر
بابِ چہارم	**دعائے قنوت**	
فصلِ اول:	حکم	36
فصلِ ثانی :	ماثور دعائیں	37
بابِ پنجم :	**تین رکعات وتر ایک سلام کیساتھ**	
فصلِ اول:	دلائل	40
فصلِ دوم :	متفرق دلائل واعتراض مع جواب	42
بابِ ششم	**دعائے قنوت پورا سال پڑھی جائے**	
فصلِ اول:	دلائل	43
فصلِ دوم:	اعتراضات کے جوابات	44
	ماخذ ومراجع	46

وتر واجب ہیں

هو فرض عملا وواجب اعتقادا وسنة ثبوتا (۱)

وہ (وتر) عمل کے لحاظ سے فرض ہے، عقیدے کے لحاظ سے واجب ہے، اور سنت کے طور پر ثابت ہے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ الْفَرْضَ نَوْعَانِ: فَرْضٌ عَمَلًا وَعِلْمًا، وَفَرْضٌ عَمَلًا فَقَطْ. فَالْأَوَّلُ كَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَإِنَّهَا فَرْضٌ مِنْ جِهَةِ الْعَمَلِ لَا يَحِلُّ تَرْكُهَا وَيَفُوتُ الْجَوَازُ بِفَوْتِهَا؛ بِمَعْنَى أَنَّهُ لَوْ تَرَكَ وَاحِدَةً مِنْهَا لَا يَصِحُّ فِعْلُ مَا بَعْدَهَا قَبْلَ قَضَاءِ الْمَتْرُوكَةِ، وَفَرْضٌ مِنْ جِهَةِ الْعِلْمِ وَالِاعْتِقَادِ؛ بِمَعْنَى أَنَّهُ يُفْتَرَضُ عَلَيْهِ اعْتِقَادُهَا حَتَّى يَكْفُرَ بِإِنْكَارِهَا وَالثَّانِي كَالْوِتْرِ لِأَنَّهُ فَرْضٌ عَمَلًا كَمَا ذَكَرْنَاهُ وَلَيْسَ بِفَرْضٍ عِلْمًا: أَيْ لَا يُفْتَرَضُ اعْتِقَادُهُ. حَتَّى إِنَّهُ لَا يَكْفُرُ مُنْكِرُهُ لِظَنِّيَّةِ دَلِيلِهِ وَشُبْهَةٍ (۲)

اور جان لو کہ فرض کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو عملاً اور علماً دونوں اعتبار سے فرض ہے، اور دوسرا وہ جو صرف عملاً فرض ہے۔ پہلی قسم کی مثال پانچ وقت کی نماز ہے، کیونکہ یہ عمل کے اعتبار سے فرض ہے کہ اس کا ترک جائز نہیں وَيَفُوتُ الْجَوَازُ بِفَوْتِهَا یعنی اگر یہ چھوٹ جائے تو اس کے بعد والی نماز اس وقت تک درست نہیں جب تک چھوٹی ہوئی نماز قضا نہ کر لی جائے، اور یہ علم اور اعتقاد کے اعتبار سے بھی فرض ہے یعنی بندے پر اس کا اعتقاد رکھنا لازم ہے یہاں تک کہ اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور دوسری قسم وتر کی مثال ہے، کیونکہ وہ صرف عملاً فرض ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، مگر علماً فرض نہیں، یعنی بندے پر اس کا اعتقاد رکھنا لازم نہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی اس کا انکار کر دے تو کافر نہیں ہوگا، کیونکہ اس کی دلیل ظنی ہے اور اس میں شبہ موجود ہے۔

وَنَظِيرُهُ مَسْحُ رُبُعِ الرَّأْسِ، فَإِنَّ الدَّلِيلَ الْقَطْعِيَّ أَفَادَ أَصْلَ الْمَسْحِ. وَأَمَّا كَوْنُهُ قَدْرَ الرُّبُعِ فَإِنَّهُ ظَنِّيٌّ، لَكِنَّهُ قَامَ عِنْدَ الْمُجْتَهِدِ مَا رَجَّحَ دَلِيلَهُ الظَّنِّيَّ حَتَّى صَارَ قَرِيبًا مِنَ الْقَطْعِيِّ فَسَمَّاهُ فَرْضًا أَيْ عَمَلِيًّا، بِمَعْنَى أَنَّهُ يَلْزَمُ عَمَلُهُ، حَتَّى لَوْ تَرَكَهُ وَمَسَحَ شَعْرَةً مَثَلًا يَفُوتُ الْجَوَازُ بِهِ وَلَيْسَ فَرْضًا عِلْمًا، حَتَّى لَوْ أَنْكَرَهُ لَا يَكْفُرُ بِخِلَافِ مَا لَوْ أَنْكَرَ أَصْلَ الْمَسْحِ. (۲)

اور اس کی نظیر سر کے چوتھائی حصے کا مسح ہے، کیونکہ قطعی دلیل نے مسح کرنے کی اصل کا فائدہ دیا ہے، لیکن یہ کہ مقدارِ مسح چوتھائی ہو، یہ ظنی (غیر قطعی) ہے۔ البتہ مجتہد کے نزدیک ایسی دلیل قائم ہوئی جس نے اس ظنی دلیل کو راجح کر دیا، یہاں تک کہ وہ قطعی کے قریب ہو گئی، تو اس کو فرض یعنی عملی فرض کہا گیا، اس معنی میں کہ اس پر عمل لازم ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی اسے چھوڑ کر صرف ایک بال پر مسح کرے تو اس کا عمل جائز نہ ہو گا۔ لیکن یہ علماً فرض نہیں ہے، اس معنی میں کہ اگر کوئی اس (مقدار) کا انکار کرے تو وہ کافر نہ ہوگا، بخلاف اس کے کہ اگر کوئی مسح کی اصل ہی کا انکار کرے۔

وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ أَنَّهُ يَجِبُ اعْتِقَادُ وُجُوبِهِ إِذْ لَوْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ اعْتِقَادُ وُجُوبِهِ لَمَا أَمْكَنَ إِيجَابُ فِعْلِهِ، لِأَنَّهُ لَا يَجِبُ فِعْلُ مَا لَا يَعْتَقِدُهُ وَاجِبًا (۲)

اور فقہاء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے وجوب کا عقیدہ رکھنا واجب ہے، کیونکہ اگر اس کے وجوب کا عقیدہ رکھنا واجب نہ ہوتا تو اس کے کرنے کو واجب قرار دینا ممکن نہ ہوتا، اس لیے کہ کوئی بھی ایسا کام واجب نہیں ہو سکتا کہ انسان جس کے واجب ہونے کا معتقد نہ ہو۔

ثُبُوتُهُ عُلِمَ مِنْ جِهَةِ السُّنَّةِ لَا الْقُرْآنِ (۲)

اس (وتر) کا ثبوت قرآن سے نہیں، بلکہ سنت سے معلوم ہوا ہے۔

---

(۱) الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ،صفحه ، (90)

(۲) حاشية ابن عابدين = رد المحتار ط الحلبي جلد (2) ، صفحه (3,4)

وجوب کے دلائل

پہلی دلیل

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ ، حَدَّثَنِي ابْنُ هُبَيْرَةَ ، عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَقَالَ : إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَاةً ، وَهِيَ الْوِتْرُ ، فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ " (١)

حضرت ابوبصرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ مجھے حضرت ابو بصرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے لئے ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے اور وہ نماز وتر ہے پس تم اسے عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان پڑھو۔

وجوہِ استدلال:

وَالِاسْتِدْلَالُ بِهِ مِنْ وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا أَنَّهُ أَمَرَ بِهَا وَمُطْلَقُ الْأَمْرِ لِلْوُجُوبِ ، وَالثَّانِي أَنَّهُ سَمَّاهَا زِيَادَةً وَالزِّيَادَةُ عَلَى الشَّيْءِ لَا تُتَصَوَّرُ إِلَّا مِنْ جِنْسِهِ فَأَمَّا إِذَا كَانَ غَيْرَهُ فَإِنَّهُ يَكُونُ قِرَانًا لَا زِيَادَةً وَلِأَنَّ الزِّيَادَةَ إِنَّمَا تُتَصَوَّرُ عَلَى الْمُقَدَّرِ وَهُوَ الْفَرْضُ ، فَأَمَّا النَّفْلُ فَلَيْسَ بِمُقَدَّرٍ فَلَا تَتَحَقَّقُ الزِّيَادَةُ عَلَيْهِ ، وَلَا يُقَالُ: إِنَّهَا زِيَادَةٌ عَلَى الْفَرْضِ لَكِنْ فِي الْفِعْلِ لَا فِي الْوُجُوبِ؛ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَفْعَلُونَهَا قَبْلَ ذَلِكَ أَلَا تَرَى أَنَّهُ قَالَ: أَلَا وَهِيَ الْوِتْرُ؟ ذَكَرَهَا مَعْرِفَةً بِحَرْفِ التَّعْرِيفِ ، وَمِثْلُ هَذَا التَّعْرِيفِ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِالْعَهْدِ وَلِذَا لَمْ يَسْتَفْسِرُوهَا . وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِعْلُهَا مَعْهُودًا لَاسْتَفْسَرُوا فَدَلَّ أَنَّ ذَلِكَ فِي الْوُجُوبِ لَا فِي الْفِعْلِ ، وَلَا يُقَالُ: إِنَّهَا زِيَادَةٌ عَلَى السُّنَنِ؛ لِأَنَّهَا كَانَتْ تُؤَدَّى قَبْلَ ذَلِكَ بِطَرِيقِ السُّنَّةِ . (٢)

"اس (حدیث) سے استدلال دو پہلوؤں سے ہے۔

ایک یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس (نماز) کا حکم دیا ہے، اور مطلق حکم وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ آپ ﷺ نے اسے 'زیادۃ' (اضافہ) کہا ہے، اور کسی چیز پر اضافہ اسی کی جنس سے ہی متصور ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اس کی جنس سے نہ ہو، تو وہ 'قران' (یعنی دو مختلف چیزوں کو جمع کرنا) ہوگا، نہ کہ 'زیادۃ'۔ اور 'زیادۃ' صرف اس چیز پر تصور کی جا سکتی ہے جو مقدر ہو، اور وہ فرض ہے۔

جہاں تک نفل نماز کا تعلق ہے، وہ مقدر (متعین) نہیں ہوتے، اس لیے اس پر 'زیادۃ' کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فرض پر 'زیادۃ' ہے صرف فعل کے لحاظ سے، نہ کہ وجوب کے لحاظ سے؛ کیونکہ وہ لوگ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) پہلے بھی یہ (نماز) ادا کرتے تھے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "خبردار! وہ (نماز) وتر ہے۔"

آپ ﷺ نے اسے معرفہ (معروف) طور پر ذکر فرمایا، جو کہ 'الف لام' کے ذریعے ہے۔ اور ایسا معرفہ صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی چیز پہلے سے معروف ہو۔ اسی وجہ سے صحابہ نے اس کی وضاحت نہیں پوچھی۔ اگر یہ عمل ان کے لیے نیا ہوتا، تو وہ ضرور استفسار کرتے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ یہاں 'وجوب' مراد ہے نہ کہ محض 'فعل'۔ اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ یہ سنن (سنتوں) پر اضافہ ہے، کیونکہ وہ (نماز) اس سے پہلے سنت کے طور پر ادا کی جا رہی تھی۔"

---

(١) أخرجه أحمد في "المسند" مسند الأنصار ، حديث ابي بصرة الغفاري ، جلد (39) ، صفحه (271) ، رقم (23851)

(٢) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع جلد (1) ، صفحه (271)

وَوَجهُ الِاستِدلَالِ مِن أَوجُهٍ: أَحَدُهَا أَنَّهُ أَضَافَ الزِّيَادَةَ إلَى اللهِ، وَالسُّنَنُ إنَّمَا تُضَافُ إلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَالثَّانِي أَنَّهُ قَالَ زَادَكُم وَالزِّيَادَةُ إنَّمَا تَتَحَقَّقُ فِي الوَاجِبَاتِ؛ لِأَنَّهَا مَحصُورَةٌ بعدد لَا فِي النَّوَافِلِ؛ لِأَنَّهُ لَا نِهَايَةَ لَهَا وَالثَّالِثُ أَنَّ الزِّيَادَةَ عَلَى الشَّيءِ إنَّمَا تَتَحَقَّقُ إذَا كَانَت مِن جِنسِ المَزِيدِ عَلَيهِ، لَا يُقَالُ: زَادَ فِي ثَمَنِهِ إذَا وَهَبَ هِبَةً مُبتَدَأَةً. وَلَا يُقَالُ: زَادَ عَلَى الهِبَةِ إذَا بَاعَ وَالمَزِيدُ عَلَيهِ فَرضٌ فَكَذَا الزَّائِدُ إلَّا أَنَّ الدَّلِيلَ غَيرُ قَطعِيٍّ فَصَارَ وَاجِبًا. وَالرَّابِعُ الأَمرُ فَإِنَّهُ لِلوُجُوبِ (۱)

(مذکورہ حدیث سے) استدلال چند وجوہات سے ہے۔
پہلی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس نماز کے اضافے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا، حالانکہ سنت عبادات نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تم پر ایک نماز کا اضافہ فرمایا۔" اور اضافہ صرف ان عبادات میں معتبر ہوتا ہے جو فرض یا واجب ہوں، کیونکہ وہ متعین اور محدود ہوتے ہیں۔ نفل عبادات میں اضافہ کہنا درست نہیں، کیونکہ ان کی کوئی حد مقرر نہیں۔
تیسری وجہ یہ ہے کہ کسی چیز میں اضافہ اسی وقت حقیقت میں اضافہ کہلاتا ہے جب وہ اسی جنس سے ہو جس میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے قیمت میں اضافہ کیا جب کہ وہ ابتدائی طور پر کوئی ہدیہ دے، اور یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ اس نے ہدیہ میں اضافہ کیا جب اس نے کوئی چیز بیچی۔ جب اصل چیز فرض ہو تو اسی طرح اضافہ بھی (اپنے حکم میں) فرض ہوگا، البتہ چونکہ دلیل قطعی نہیں ہے، اس لیے یہ واجب بن جائے گا۔
چوتھی بات حکم (امر) سے متعلق ہے، کیونکہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

ويدل على وجوبه من وجهة النظر: أن النبي صلى الله عليه وسلم جعل له وقتا يختص به كسائر الواجبات. فدل على وجوبه (۲)

اور یہ (مذکورہ حدیث) اس (نمازِ وتر) کے واجب ہونے پر اس پہلو سے دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے ایک خاص وقت مقرر فرمایا، جیسے باقی واجبات کے لیے ہوتا ہے، تو یہ اس کے واجب ہونے کی علامت ہے۔

فالاستدلال بها من وجهين: أحدهما: أن النبي عليه السلام سمى الوتر زيادة. والزيادة من جنس المزيد عليه. لا يقال زادني الثمر إذا وهب. والثاني: أمر بالمحافظة عليها. والأمر للوجوب (۳)

(مذکورہ حدیث) سے استدلال دو باتوں پر ہے:
ایک یہ کہ نبی ﷺ نے وتر کو "زیادتی" کہا ہے، اور زیادتی ہمیشہ اصل چیز ہی کی جنس میں ہوتی ہے، جیسے یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے مجھے پھل میں زیادتی دی جب کہ وہ بطور ہدیہ دیے ہوں۔
اور دوسرا یہ کہ (دوسرے مقام پر) اس کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے، اور حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

---

(۱) العناية شرح الهداية جلد (1)، صفحه (424)
(۲) شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد (1)، صفحه (719)
(۳) المحيط البرهاني، جلد (1)، صفحه (469)

دوسری دلیل:

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَتَكِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : "الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا". (۱)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: وتر حق ہے جو اسے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے، جو اسے نہ پڑھے ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے، جو اسے نہ پڑھے ہم سے نہیں۔

والسيوطي رمز له بالصحة. (۲)

قَالَ الحَاكِمُ « هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ » وَأَبُو الْمُنِيبِ الْعَتَكِيُّ مَرْوَزِيٌّ ثِقَةٌ يُجْمَعُ حَدِيثُهُ (۳)

وَوَثَّقَهُ ابْنُ مَعِينٍ أَيْضًا، قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ : سَمِعْت أَبِي يَقُولُ: هُوَ صَالِحُ الْحَدِيثِ (۴)

وجوہِ استدلال:

ويستفاد الوجوب بالأمر تارة وبالتصريح بالإيجاب والفرض والكتب ولفظة (عليّ) ولفظة (حق على العباد وعلى المؤمنين) وترتيب الذم والعقاب على الترك وأحباط العمل بالترك وغير ذلك (۵)

اور کبھی وجوب امر (حکم) سے مستفاد ہوتا ہے کبھی صراحت کیساتھ 'واجب'، 'فرض'، 'کتب' جیسے الفاظ کے ذریعے، اور کبھی 'علیّ' (یعنی میرے ذمے ہے)، 'حق علی العباد' (بندوں پر حق ہے) ، اور 'حق علی المؤمنین' (اہل ایمان پر حق ہے) جیسے جملوں سے۔ اسی طرح کسی عمل کے ترک پر مذمت اور عذاب کا بیان، اور کسی عمل کے ترک کرنے پر اس کے اجر کے باطل ہونے کا ذکر بھی وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

وقوله: حق أي واجب ثابت، والدليل عليه بقية الحديث؛ لأنها وعيد شديد، ولا يقال مثل هذا إلا في حق تارك فرض أو واجب ولاسيما وقد تأكد بالتكرار الكلام ثلاث مرات، ومثل هذا الكلام بهذه التأكيدات لم يأت في حق السنن. (۶)

(مذکورہ حدیث میں) "حق" کا مطلب ہے کہ وہ واجب اور ثابت ہے، اور اس پر دلیل حدیث کا باقی حصہ ہے، کیونکہ اس میں سخت وعید بیان کی گئی ہے، اور ایسی وعید صرف فرض یا واجب کو ترک کرنے والے کے بارے میں کہی جاتی ہے۔ خاص طور پر جبکہ یہ کلام تین مرتبہ دہرایا گیا ہے، اور مذکورہ کلام کی مثل اس طرح کی تاکیدات سنتوں کے بارے میں نہیں آتیں۔

تَغْلِيظًا وَوَعِيدًا. وَإِنَّمَا حَمَلْنَا الْحَدِيثَ عَلَى مَا ذَكَرْنَا فَإِنَّ التَّأْسِيسَ أَوْلَى مِنَ التَّأْكِيدِ (۷)

(مذکورہ حدیث میں) تشدید (سختی) اور وعید ہے اور ہم نے حدیث کو اس معنی پر محمول کیا ہے جو ہم نے بیان کیا، کیونکہ تاسیس (بنیاد رکھنا) تاکید سے بہتر اور اولیٰ ہے۔

التَّوَعُّدُ عَلَى التَّرْكِ دَلِيلُ الْوُجُوبِ (۸)

ترک (چھوڑنے) پر وعید سنانا، وجوب کی دلیل ہے۔

---

(۱) أخرجه أبو داود في "السنن"، كتاب الصلاة باب تفريع أبواب الوتر ، جلد (2) ، صفحه (87) ، رقم (1419)
(۲) الجامع الصغير ، صفحه (573) ، رقم (9663)
(۳) المستدرك على الصحيحين ، جلد (1) ، صفحه (448) ، رقم (1147)
(۴) نصب الراية ، جلد (2) ، صفحه (112)
(۵) بدائع الفوائد ، جلد (4) ، صفحه (3)
(۶) البناية شرح الهداية ، جلد (2) ، صفحه (479)
(۷) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ، جلد (3) ، صفحه (954)
(۸) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ، جلد (1) ، صفحه (271)

ومثل هذا القول لا يطلق إلا في ترك الواجبات، وهو كقوله: "من غشنا، فليس منا"، و: "من حمل علينا السلاح، فليس منا". (۱)

ایسا (مذکورہ حدیث کی مثل) قول صرف واجبات کو ترک کرنے پر بولا جاتا ہے، جیسے نبی کریم ﷺ کا فرمان: "جو ہمیں دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں" اور "جو ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

(۱) شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد (1)، صفحه (718)

تیسری دلیل:

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ . (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے، یا اسے پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جاگے تو وتر پڑھے۔

وجوہِ استدلال:

مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ ، أَيْ : عَنْ فِعْلِهِ أَوْ وَقْتِهِ (أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ) ، أَيْ قَضَاءً ، وَهُوَ مِنْ أَمَارَاتِ الْوُجُوبِ (۲)

جو شخص وتر کی نماز سے سو کر رہ جائے، یعنی اس کے ادا کرنے یا اس کے وقت سے رہ جائے، یا اسے بھول جائے، تو وہ اسے پڑھے یعنی قضا میں پڑھ لے۔ یہ حکم اس (نمازِ وتر) کے واجب ہونے کی علامتوں میں سے ہے۔

وُجُوبُ الْقَضَاءِ فَرْعُ وُجُوبِ الْأَدَاءِ وَقَدْ ظَهَرَ فِيهِ آثَارُ الْوُجُوبِ حَيْثُ يُقْضَى وَلَا يُؤَدَّى عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا يَجُوزُ بِدُونِ نِيَّةِ الْوِتْرِ بِخِلَافِ التَّرَاوِيحِ وَالسُّنَنِ الرَّوَاتِبِ؛ وَلِأَنَّهُ يُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُهُ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ وَلَوْ كَانَ سُنَّةً تَبَعًا لِلْعِشَاءِ لَكُرِهَ تَأْخِيرُهُ كَمَا يُكْرَهُ تَأْخِيرُ سُنَّتِهَا تَبَعًا لَهَا .(۳)

قضا کا واجب ہونا، ادا کے واجب ہونے کی فرع ہے، اور اس میں وجوب کی علامتیں پائی جاتی ہیں، کیونکہ اس کی قضا کی جاتی ہے اور بغیر عذر کے سواری پر ادا نہیں کی جاتی، اور ان کو وتر کی نیت کے بغیر پڑھنا درست نہیں، بخلاف تراویح اور سنتِ مؤکدہ کے۔ نیز وتر کو رات کے آخر تک مؤخر کرنا مستحب ہے، اور اگر یہ صرف عشاء کی تابع سنت ہوتی تو اسے مؤخر کرنا مکروہ ہوتا، جیسے عشاء کی سنت کو مؤخر کرنا مکروہ ہے۔

وُجُوبُ الْقَضَاءِ عَنِ الْفَوَاتِ لَا عَنْ عُذْرٍ يَدُلُّ عَلَى وُجُوبِ الْأَدَاءِ ؛ وَلِذَا لَا يُؤَدَّى عَلَى الرَّاحِلَةِ بِالْإِجْمَاعِ عِنْدَ الْقُدْرَةِ عَلَى النُّزُولِ، وَبِعَيْنِهِ وَرَدَ الْحَدِيثُ وَذَا مِنْ أَمَارَاتِ الْوُجُوبِ وَالْفَرْضِيَّةِ وَلِأَنَّهَا مُقَدَّرَةٌ بِالثَّلَاثِ وَالتَّنَفُّلُ بِالثَّلَاثِ لَيْسَ بِمَشْرُوعٍ . (۴)

بغیر عذر کے (نمازِ وتر کے) فوت ہو جانے پر قضا کا واجب ہونا ادا کے واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔اسی لیے (سواری سے) اترنے کی قدرت کے ساتھ سب کے اتفاق سے یہ (نمازِ وتر) سواری پر ادا نہیں کی جاتی۔ اور اسی پر حدیث بھی وارد ہوئی ہے، اور یہ اس کے واجب اور فرض (عملی) ہونے کی علامتوں میں سے ہے۔ نیز یہ کہ یہ تین رکعت میں مقرر ہے، اور نفل تین رکعت کی صورت میں مشروع نہیں۔

وَجَبَ الْقَضَاءُ بِالْإِجْمَاعِ فَإِنَّ السُّنَنَ لَا يَجِبُ قَضَاؤُهَا بِالْإِجْمَاعِ (۵)

(نمازِ وتر کی) قضا کرنا بالاتفاق واجب ہے، کیونکہ سنتوں کی قضا کرنا بالاتفاق واجب نہیں ہے۔

---

(۱) أخرجه الترمذي في "الجامع"، أبواب الوتر ، جلد (1) ، صفحه (480) ، رقم (465).

(۲) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ، جلد (3) ، صفحه (955)

(۳) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي ، جلد (1) ، صفحه (169)

(۴) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ، جلد (1) ، صفحه (271)

(۵) العناية شرح الهداية بهامش فتح القدير ط الحلبي ، جلد (1) ، صفحه (426)

وبهذا الفصل يستدل أبو حنيفة رحمه الله أن قضية القياس أن لا تقضى، لكن تركنا القياس بالأثر، وهو ما روي أن النبي عليه السلام قضى الوتر ليلة....... وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلّم قال: «من نام عن وتر أو نسيه، فليصله إذا ذكره»، وربما تذكر بعد ذهاب الوقت، والله أعلم (١)

اسی بات سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ استدلال کرتے ہیں کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وتر کی قضا نہ کی جائے، لیکن ہم نے اثر (حدیث) کی بنا پر قیاس کو چھوڑ دیا، اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک رات وتر کی قضا فرمائی۔ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص وتر کی نماز سے سو کر رہ جائے یا بھول جائے، تو جب یاد آئے اسے پڑھ لے"۔ اور کبھی یاد آنا وقت گزرنے کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرٍ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إذَا ذَكَرَهُ» فَإِنَّ ذَلِكَ وَقْتُهُ، وَلَمْ يَفْصِلْ بَيْنَ مَا إذَا تَذَكَّرَ فِي الْوَقْتِ أَوْ بَعْدَهُ؛ وَلِأَنَّهُ مَحَلُّ الِاجْتِهَادِ فَأَوْجَبَ الْقَضَاءَ احْتِيَاطًا. (٢)

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: " جو شخص وتر کی نماز سے سو کر رہ جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے اسے پڑھ لے "۔ یہی اس کا وقت ہے، اور آپ ﷺ نے یہ فرق نہیں فرمایا کہ یاد آنا وقت کے اندر ہو یا بعد میں۔ اور چونکہ یہ معاملہ اجتہاد کا ہے، اس لیے احتیاط کے طور پر قضا لازم قرار دی گئی۔

وهذا الحديث يدل من وجهين على وجوب الوتر: أحدهما: الأمر بفعله. والثاني: إثباته في الذمة بالفوات بإيجابه قضاءه عليه (٣)

اور یہ (مذکورہ) حدیث دو پہلوؤں سے وتر کے واجب ہونے پر دلیل ہے:
ایک یہ کہ اس کے کرنے کا حکم دیا گیا،
اور دوسرا یہ کہ فوت ہونے پر اس کا قضا کرنا لازم قرار دیا گیا۔

---

(١) المحيط البرهاني، جلد (1)، صفحه (470)
(٢) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، جلد (1)، صفحه (272)
(٣) شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد (1)، صفحه (717)

منتفرق دلائل:

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ، أَيْ: لِيُصَلِّ الْوَتْرَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَأَمْرُهُ بِالْإِتْيَانِ عِنْدَ خَوْفِ الْفَوْتِ يَدُلُّ عَلَى وُجُوبِهِ، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو خوف ہو کہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا، تو وہ رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لے۔"

یعنی: وتر کی نماز رات کے ابتدائی حصہ میں پڑھ لے۔ اور (نمازِ وتر) کو بجا لانے کا حکم جب (نمازِ وتر) فوت ہونے کا اندیشہ ہو، اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے، اور اسی طرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ گئے ہیں۔

روي عن علي رضي الله عنه أنه قال: "ليس الوتر بحتم كصلاة المغرب، ولكن أوتروا يا أهل القرآن". فهذا القول يدل على أنه كان يراه واجبا، وأن وجوبه عنده، ليس كوجوب المكتوبة، وذلك لأنه أمر به بقوله: "أوتروا"، وأخبر أن حتمه ليس كحتم المغرب. ولو لم يكن يراه حتما واجبا لقال: ليس بحتم، فيعقل منه نفي الوجوب، وأنه ليس كالمغرب، فلما قال: "ليس بحتم المغرب": علم أنه أراد أنه ليس وجوبه كوجوب المغرب، وأنه دونه في الوجوب. (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "وتر نماز مغرب کی طرح لازمی (حتمی) نہیں ہے، لیکن اے اہلِ قرآن! وتر ضرور پڑھو۔"

یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک نمازِ وتر واجب تھی، مگر اس کا وجوب فرض نماز کی طرح نہیں تھا۔ کیونکہ انہوں نے "وتر پڑھو" کا حکم دیا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ "یہ مغرب کی طرح حتمی نہیں"۔ اگر وہ وتر کو واجب نہ سمجھتے تو صرف اتنا کہتے کہ "یہ حتمی نہیں"، جس سے وجوب کی نفی سمجھی جاتی۔ لیکن جب انہوں نے کہا "مغرب کی طرح حتمی نہیں"، تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس کا وجوب تسلیم کرتے تھے، مگر مغرب کے درجے کا نہیں بلکہ اس سے کم درجے میں واجب سمجھتے تھے۔

«أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ مِيرَكُ: فِيهِ حُجَّةٌ لِأَبِي إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيِّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ، عَلَى أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ أَفْضَلُ مِنَ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ، وَقَالَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ: إِنَّ الرَّوَاتِبَ أَفْضَلُ، وَالْأَوَّلُ أَقْوَى لِنَصِّ هَذَا الْحَدِيثِ، وَقَدْ يُجَابُ بِأَنَّ مَعْنَاهُ مِنْ أَفْضَلِ الصَّلَاةِ، وَهُوَ خِلَافُ سِيَاقِ الْحَدِيثِ. اهـ. وَقَدْ يُقَالُ: التَّهَجُّدُ أَفْضَلُ مِنْ حَيْثُ زِيَادَةِ مَشَقَّتِهِ عَلَى النَّفْسِ وَبُعْدِهِ عَنِ الرِّيَاءِ. وَالرَّوَاتِبُ أَفْضَلُ مِنْ حَيْثُ الْأَكْدِيَّةِ فِي الْمُتَابَعَةِ لِلْمَفْرُوضَةِ، فَلَا مُنَافَاةَ، أَوْ يُقَالُ: صَلَاةُ اللَّيْلِ أَفْضَلُ لِاشْتِمَالِهَا عَلَى الْوَتْرِ الَّذِي هُوَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ (۳)

« فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کے وسط میں ادا کی جانے والی نماز ہے » اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ شارح کہتے ہیں: اس حدیث میں امام ابو اسحاق مروزی شافعی رحمہ اللہ کے لیے دلیل ہے کہ رات کی نماز (تہجد) سنت مؤکدہ سے افضل ہے، جبکہ اکثر علما کا کہنا ہے کہ سنت مؤکدہ (رواتب) افضل ہیں، لیکن پہلی رائے اس حدیث کے صریح الفاظ کی بنا پر زیادہ قوی ہے۔ تاہم اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ اس کا مطلب ہے: "نمازوں میں سے ایک افضل نماز"، لیکن یہ حدیث کے سیاق کے خلاف ہے۔ نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تہجد افضل ہے اس لیے کہ اس میں زیادہ مشقت ہے اور ریاکاری سے دور ہے، اور رواتب اس اعتبار سے افضل ہیں کہ فرض نمازوں کے ساتھ لازم جڑی ہوئی ہیں، لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ رات کی نماز اس لیے افضل ہے کہ اس میں وتر شامل ہے، جو کہ واجبات میں سے ہے۔

---

(۱) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، جلد (3)، صفحه (943)
(۲) شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد (1)، صفحه (711)
(۳) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، جلد (3)، صفحه (930)

ولأن عمر رضي الله عنه لما أمر بصلاة التراويح روى تقدير أعداد ركعاتها بأعداد الفرائض، ولن تبلغ عشرين عددًا إلا بالوتر غير وجوب الوتر ثبت بدليل موجب للعمل غير موجب علم اليقين، فلهذا ينحط رتبته عن سائر المكتوبات، فلا يسمى فرضًا مطلقًا. (۱)

اور اس لیے بھی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی نماز کا حکم دیا تو انہوں نے اس کی رکعتوں کی تعداد کو فرض نمازوں کی (رکعات کی) تعداد کے برابر شمار کیا، اور بیس رکعتیں وتر کے بغیر پوری نہیں ہوتیں۔ رہا وتر کا وجوب، تو وہ ایسے دلیل سے ثابت ہے جو عمل کو تو واجب کرتی ہے، مگر علم یقینی کو واجب نہیں کرتی، اسی وجہ سے اس کی حیثیت باقی فرض نمازوں سے کم ہے، اس لیے اسے مطلق فرض نہیں کہا جاتا۔

وَقَدْ رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَنَّ الصَّلَاةَ الْمَفْرُوضَةَ, لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يُصَلِّيَهَا قَاعِدًا, وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ, وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَهَا فِي سَفَرِهِ عَلَى رَاحِلَتِهِ, وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ وَالنُّزُولَ. وَرَأَيْنَاهُ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ عَلَى الْأَرْضِ قَاعِدًا, وَيُصَلِّيهِ فِي سَفَرِهِ عَلَى رَاحِلَتِهِ. فَكَانَ الَّذِي يُصَلِّيهِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ, هُوَ الَّذِي يُصَلِّيهِ فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ, وَالَّذِي لَا يُصَلِّيهِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ, هُوَ الَّذِي لَا يُصَلِّيهِ فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ, هَكَذَا الْأُصُولُ الْمُتَّفَقُ عَلَيْهَا. ثُمَّ كَانَ الْوِتْرُ بِاتِّفَاقِهِمْ, لَا يُصَلِّيهِ الرَّجُلُ عَلَى الْأَرْضِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ لَا يُصَلِّيَهُ فِي سَفَرِهِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَهُوَ يُطِيقُ النُّزُولَ. فَمِنْ هَذِهِ الْجِهَةِ عِنْدِي ثَبَتَ نَسْخُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ, وَلَيْسَ فِي هَذَا دَلِيلٌ, عَلَى أَنَّهُ فَرِيضَةٌ وَلَا تَطَوُّعٌ. (۲)

اور ہم نے اس اصل کو دیکھا جس پر اجماع ہے کہ فرض نماز میں کسی مرد کو یہ حق نہیں کہ وہ اُسے بیٹھ کر ادا کرے، جب کہ وہ کھڑے ہونے کی قدرت رکھتا ہو، اور نہ ہی یہ کہ وہ سفر میں اسے اپنی سواری پر پڑھے، جب کہ وہ کھڑا ہونے اور نیچے اترنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور ہم نے دیکھا کہ وہ نفل نماز زمین پر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے، اور سفر میں سواری پر بھی ادا کر سکتا ہے۔ پس جس نے نفل نماز بیٹھ کر پڑھی، باوجود قدرت کے، وہ وہی ہے جو اسے سفر میں سواری پر پڑھتا ہے، اور جس نے نفل نماز بیٹھ کر نہیں پڑھی باوجود قدرت کے، وہ وہی ہے جو سفر میں سواری پر بھی نہیں پڑھتا۔ یہی وہ اصول ہیں جن پر اتفاق ہے۔ پھر وتر کے بارے میں بھی سب کا اتفاق ہے کہ آدمی اسے زمین پر بیٹھ کر ادا نہیں کر سکتا جب کہ وہ کھڑا ہونے کی طاقت رکھتا ہو۔ تو اسی اصول کی روشنی میں یہ کہا جائے گا کہ وہ اسے سفر میں سواری پر بھی ادا نہ کرے جب کہ اترنے کی قدرت رکھتا ہو۔ پس میرے نزدیک اسی پہلو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سواری پر وتر پڑھنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، اور اس میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ وتر فرض ہیں یا نفل۔ (بلکہ وتر واجب ہیں)

وأجمعوا على أنه لا يصلي بدون نية الوتر وأنه لا يصح من قعود ولا على الدابة إلا من عذر وعلى وجوب القراءة في جميع ركعاته ولو اجتمع قوم على تركه أدبهم الإمام وحبسهم فإن لم يصلوه قاتلهم (۳)

اس بات پر اجماع ہے کہ وتر بغیر نیت کے نہیں پڑھے جا سکتے، اور یہ کہ بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر یا سواری پر وتر کی نماز درست نہیں۔ اور (اجماع ہے) کہ وتر کی تمام رکعتوں میں قراءت واجب ہے۔
اور اگر کوئی گروہ نمازِ وتر کے ترک پر جمع ہو جائے تو امام انہیں سمجھائے اور (بوقت ضرورت) قید کرے، اور اگر وہ پھر بھی نہ پڑھیں تو ان سے قتال کیا جائے گا۔

---

(۱) النهاية في شرح الهداية، جلد (3)، صفحه (106)
(۲) شرح معاني الآثار، جلد (1)، صفحه (430)
(۳) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، صفحه (375)

اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض:

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى اليَمَنِ، فَقَالَ: "ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ۔۔۔الخ (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا کہ تم انہیں اس کلمہ کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔

وَلَوْ كَانَ الْوِتْرُ وَاجِبًا لَصَارَ الْمَفْرُوضُ سِتَّ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَلِأَنَّ زِيَادَةَ الْوِتْرِ عَلَى الْخَمْسِ الْمَكْتُوبَاتِ نَسْخٌ لَهَا؛ لِأَنَّ الْخَمْسَ قَبْلَ الزِّيَادَةِ كَانَتْ كُلَّ وَظِيفَةِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، وَبَعْدَ الزِّيَادَةِ تَصِيرُ بَعْضَ الْوَظِيفَةِ فَيُنْسَخُ وَصْفُ الْكُلِّيَّةِ بِهَا، وَلَا يَجُوزُ نَسْخُ الْكِتَابِ وَالْمَشَاهِيرِ مِنْ الْأَحَادِيثِ بِالْآحَادِ (۲)

اگر وتر واجب ہوتے تو پھر فرض نمازیں دن و رات میں چھ ہو جاتیں، اور پانچ فرض نمازوں پر وتر کا اضافہ ان کیلئے نسخ شمار ہوتا، کیونکہ اس اضافے سے پہلے پانچ نمازیں دن و رات کا مکمل وظیفہ (عبادت) تھیں، اور اضافے کے بعد وہ وظیفے کا کچھ حصہ بن جاتیں، اور (پانچ نمازوں) کا مکمل عبادت ہونے کا وصف منسوخ ہو جاتا، حالانکہ قرآن اور مشہور احادیث کو آحاد (خبر واحد) کے ذریعے منسوخ کرنا جائز نہیں۔

جواب:

وَلَوْ كَانَ الْوِتْرُ وَاجِبًا لَصَارَ الْمَفْرُوضُ سِتَّ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَلِأَنَّ زِيَادَةَ الْوِتْرِ عَلَى الْخَمْسِ الْمَكْتُوبَاتِ نَسْخٌ لَهَا؛ لِأَنَّ الْخَمْسَ قَبْلَ الزِّيَادَةِ كَانَتْ كُلَّ وَظِيفَةِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، وَبَعْدَ الزِّيَادَةِ تَصِيرُ بَعْضَ الْوَظِيفَةِ فَيُنْسَخُ وَصْفُ الْكُلِّيَّةِ بِهَا، وَلَا يَجُوزُ نَسْخُ الْكِتَابِ وَالْمَشَاهِيرِ مِنْ الْأَحَادِيثِ بِالْآحَادِ (۲)

جہاں تک حدیث کا تعلق ہے، اس میں فرضیت کی نفی ہے، وجوب کی نہیں؛ کیونکہ "کتابت" کا اعتبار فرض سے ہوتا ہے۔ اور ہم اسی کے قائل ہیں کہ وتر فرض نہیں بلکہ واجب ہیں، اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا آخری قول ہے۔

وَفِي هَذَا حِكَايَةٌ وَهُوَ مَا رُوِيَ أَنَّ يُوسُفَ بْنَ خَالِدٍ السَّمْتِيَّ سَأَلَ أَبَا حَنِيفَةَ عَنْ الْوِتْرِ فَقَالَ: هِيَ وَاجِبَةٌ، فَقَالَ يُوسُفُ: كَفَرْتَ يَا أَبَا حَنِيفَةَ وَكَانَ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَتَتَلْمَذَ عَلَيْهِ كَأَنَّهُ فَهِمَ مِنْ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا فَرِيضَةٌ فَزَعَمَ أَنَّهُ زَادَ عَلَى الْفَرَائِضِ الْخَمْسِ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لِيُوسُفَ أَيُهَوِّلُنِي إكْفَارُكَ إيَّايَ وَأَنَا أَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الْوَاجِبِ وَالْفَرْضِ كَفَرْقِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، ثُمَّ بَيَّنَ لَهُ الْفَرْقَ بَيْنَهُمَا فَاعْتَذَرَ إلَيْهِ وَجَلَسَ عِنْدَهُ لِلتَّعَلُّمِ بَعْدَ أَنْ كَانَ مِنْ أَعْيَانِ فُقَهَاءِ الْبَصْرَةِ، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فَرْضًا لَمْ تَصِرْ الْفَرَائِضُ الْخَمْسُ سِتًّا بِزِيَادَةِ الْوِتْرِ عَلَيْهَا وَبِهِ تَبَيَّنَ أَنَّ زِيَادَةَ الْوِتْرِ عَلَى الْخَمْسِ لَيْسَتْ نَسْخًا لَهَا؛ لِأَنَّهَا بَقِيَتْ بَعْدَ الزِّيَادَةِ كُلَّ وَظِيفَةِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَرْضًا (۲)

اس بارے میں ایک حکایت ہے، اور وہ یہ ہے کہ یوسف بن خالد السّمتی رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں سوال کیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ واجب ہیں۔ یوسف رحمہ اللہ نے کہا: اے ابو حنیفہ رحمہ اللہ! آپ کافر ہو گئے۔اور یہ اس

---

(۱) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب: الزكاة باب وجوب الزكاة، جلد (2)، صفحه (104)، رقم (1395).

(۲) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع جلد (1)، صفحه (270,271)

وقت کی بات ہے جب یوسف رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد نہ بنے تھے۔ گویا کہ انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے یہ سمجھا کہ آپ اسے فرض کہہ رہے ہیں، اور یہ گمان کیا کہ آپ پانچ فرض نمازوں پر اضافہ کر رہے ہیں۔ تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یوسف رحمہ اللہ سے فرمایا: کیا تمہارے کفر کے فتوے سے میں ڈر جاؤں، حالانکہ میں فرض اور واجب کے درمیان فرق کو ایسے جانتا ہوں جیسے آسمان و زمین کے درمیان فرق ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں (فرض اور واجب) کے درمیان فرق واضح کیا، تو یوسف رحمہ اللہ نے معذرت کی اور آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے بیٹھ گئے، حالانکہ وہ پہلے بصرہ کے بڑے فقہا میں شمار ہوتے تھے۔ اور جب وتر فرض نہ ہوں تو پانچ فرض نمازوں میں وتر کا اضافہ ان کو چھ نہیں بناتا، اور اسی سے واضح ہوا کہ وتر کا پانچ نمازوں پر اضافہ ان کیلئے نسخ نہیں ہے، کیونکہ وہ پانچ نمازیں زیادتی کے بعد بھی دن و رات کی مکمل فرض عبادت ہیں۔

قال أبو بكر أحمد: المشهور من مذهب أبي حنيفة وجوب الوتر , فقد حكي أن أبا حنيفة سئل عن الصلوات المكتوبات كم هي؟ فقال: خمس, فقال السائل: فما تقول في الوتر؟ قال: واجب. قال السائل: هذا غلط في الحساب فجهل السائل, ولم يفرق بين المكتوبة والواجب, وظن أنه إذا قال: هو واجب, فقد قال: إنه من المكتوبة.
وقد يكون واجب ليس بمكتوبة, كصلاة العيدين هي واجبة, ولا يقال: إنها مكتوبة, ولا وجوبها كوجوب صلاة الجمعة, وكغسل الميت واجب, وليس كغسل الجنابة, وصدقة الفطر واجبة, وليست كالزكاة في الوجوب, وسجدتا السهو واجبتان, لا يرخص في تركهما, وليستا كسجود الصلاة. (١)

امام ابو بکر احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں وتر کا واجب ہونا مشہور ہے۔ روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: فرض نمازیں کتنی ہیں؟ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: پانچ۔ سائل نے پوچھا: پھر وتر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: وہ واجب ہیں۔
سائل نے کہا: یہ حساب میں غلطی ہے۔
اس پر سائل کی جہالت ظاہر ہوئی، کیونکہ اس نے فرض اور واجب کے درمیان فرق نہیں کیا، اور یہ سمجھا کہ جب امام رحمہ اللہ نے وتر کو واجب کہا تو گویا کہا کہ وتر فرض نمازوں میں سے ہے۔
اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز واجب ہوتی ہے فرض نہیں ہوتی، جیسے عیدین کی نماز، یہ واجب ہے، اور اس کا وجوب جمعہ کی نماز کے وجوب جیسا نہیں۔ اسی طرح میت کو غسل دینا واجب ہے، لیکن وہ جنابت کے غسل کی طرح نہیں۔
اور صدقۃ الفطر واجب ہے، مگر اس کا وجوب زکوٰۃ کے وجوب کی طرح نہیں۔
سجدہ سہو واجب ہیں، ان کے ترک کی اجازت نہیں، مگر وہ نماز کے دیگر سجدوں کی طرح نہیں۔

وفي «المنتقى» : عن أبي يوسف رحمه الله, قال: سمعت أبا حنيفة رحمه الله يقول: الوتر فريضة واجبة فقد جمع بين صفة الفرضية وصفة الوجوب, والواجب عند أهل الفقه غير الفريضة.
والجواب: أنها فريضة عملاً لا علماً, وواجبة علماً, وتفسيره أن من نفى فرضيته لا يكفر أو نقول بين بقوله واجبة أن وجوبها لم يثبت بطريق قطعي, كسائر الواجبات في اليوم والليلة (٢)

"منتقی" میں ہے کہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب فرض ہیں۔ تو آپ نے فرضیت اور وجوب دونوں صفات کو جمع کر دیا، حالانکہ اہلِ فقہ کے نزدیک "واجب" "فرض" نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے: وتر عملاً فرض ہے، نہ کہ علماً؛ اور علماً واجب ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی اس کی فرضیت کا انکار کرے تو اسے کافر قرار نہیں دیا جائیگا، یا ہم کہیں گے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے "واجب" کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ اس کا وجوب دیگر واجباتِ یومیہ کی طرح قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔

---

(١) شرح مختصر الطحاوي للجصاص۔ جلد (1) , صفحه (709)
(٢) المحيط البرهاني, جلد (1) , صفحه (469)

دوسرا اعتراض:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ، أَوْتِرُوا ؛ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ".(١)

حضرت علی رضی اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اہل قرآن وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

لما خص أهل القرآن، دل على أنه غير واجب؛ لأن ما كان واجبا، لا يختلف في حكمه أهل القرآن وغيرهم.(٢)

جب (حکم میں) اہلِ قرآن کو خاص کیا گیا تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ (وتر) واجب نہیں، کیونکہ جو چیز واجب ہو، اس کے حکم میں اہلِ قرآن اور دیگر لوگ مختلف نہیں ہوتے۔

جواب:

قيل له: لم ينفه عن غير أهل القرآن، وإنما فيه إيجابه على أهل القرآن، وإذا وجب على أهل القرآن، وجب على غيرهم، كما قال الله تعالى: { وتوبوا إلى الله جميعا أيها المؤمنون لعلكم تفلحون ، } فخص المؤمنين، والكفار بمثابتهم في الأمر بالتوبة.

وأيضا: فإنما أراد من آمن بالقرآن، واعتقد صحته، كما قال الله عز وجل: } يا أهل الكتاب ، } والمراد من اعتقد الإيمان بالكتاب، لا من حفظه وقرأه. (٢)

جواب یہ دیا جائے گا کہ اس میں اہلِ قرآن کے علاوہ پر نفی نہیں، بلکہ اہلِ قرآن پر وجوب کا بیان ہے، اور جب کسی چیز کا وجوب اہلِ قرآن پر ثابت ہو جائے تو وہی وجوب دوسروں پر بھی لازم ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور اے مسلمانو تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ " حالانکہ یہ خطاب صرف مومنوں کو ہے، مگر کافر بھی اسی طرح توبہ کے حکم میں شامل ہیں۔

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہاں (مذکورہ حدیث سے) مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی سچائی کو یقینی مانتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یا اہل الکتاب "اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کتاب کی حقانیت پر ایمان رکھتے ہوں، نہ کہ صرف اسے زبانی یاد کرنے والے یا تلاوت کرنے والے۔

قلت: أهل القرآن بحسب اللغة يتناول كل من معه شيء من القرآن ولو كان آية فيدخل فيه الحفاظ وغيرهم، على أن القرآن كان في زمنه عَلَيْهِ السَّلَامُ مفرقا بين الصحابة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ، ولهذا التأويل الفاسد لا يبطل مقتضى الأمر الدال على الوجوب، ولا سيما تأكيد الأمر بالتقرير لمحبة الله إياه بقوله فإن الله وتر يحب الوتر.

وما روي عن أبي سعيد الخدري قال: قال عَلَيْهِ السَّلَامُ : أوتروا» قبل أن «تصبحوا ، رواه مسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه.(٣)

میں (بدرالدین عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ "اہلِ قرآن" لغوی اعتبار سے ہر اُس شخص پر صادق آتا ہے جس کے پاس قرآن کا کچھ حصہ ہو، چاہے وہ صرف ایک آیت ہی کیوں نہ ہو، اس میں حفاظ اور دیگر سب شامل ہیں۔ نیز یہ کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قرآن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان متفرق تھا (یعنی مکمل جمع نہ تھا)، اس لیے اس طرح کی فاسد تاویلات سے ایسے امر کا مقتضیٰ (موجب) جو وجوب پر دلالت کرتا ہو باطل نہیں ہو سکتا خاص طور پر جب اس امر کی تاکید اللہ کی محبت کے بیان کے ساتھ ہو، جیسے فرمایا: "بیشک اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے"۔ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "فجر طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو"، اسے مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

---

(١) أخرجه أحمد في "المسند" مسند علي بن أبي طالب ، جلد (2) ، صفحه (223) رقم (877).

(٢) شرح مختصر الطحاوي للجصاص ، جلد (1) ، صفحه (714)

(٣) البناية شرح الهداية ، جلد (2) ، صفحه (480)

تیسرا اعتراض:

وَلَيْسَ لَهَا وَقْتٌ وَلَا أَذَانٌ وَلَا إِقَامَةٌ وَلَا جَمَاعَةٌ

اس (نمازِ وتر) کے لیے نہ کوئی مقرر وقت ہے نہ اذان ہے، نہ اقامت ہے اور نہ جماعت۔

جواب:

أَمَّا قَوْلُهُمْ: إِنَّهُ لَا وَقْتَ لَهَا فَلَيْسَ كَذَلِكَ بَلْ لَهَا وَقْتٌ وَهُوَ وَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَّا أَنَّ تَقْدِيمَ الْعِشَاءِ عَلَيْهَا شَرْطٌ عِنْدَ التَّذَكُّرِ، وَأَمَّا الْجَمَاعَةُ وَالْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ فَلِأَنَّهَا مِنْ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ فَتَخْتَصُّ بِالْفَرَائِضِ الْمُطْلَقَةِ وَلِهَذَا لَا مَدْخَلَ لَهَا فِي صَلَاةِ النِّسَاءِ وَصَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَالْكُسُوفِ (۱)

رہا ان کا یہ کہنا کہ اس (وتر) کا کوئی وقت نہیں، تو ایسا نہیں، بلکہ اس کا وقت ہے اور وہ عشاء کا وقت ہے، البتہ یاد ہونے کی حالت میں عشاء کو اس پر مقدم کرنا شرط ہے۔رہی بات جماعت، اذان اور اقامت کی تو وہ اسلام کے شعائر میں سے ہیں، اس لیے وہ صرف مطلق فرائض کے ساتھ خاص ہیں، اسی وجہ سے ان (اذان و اقامت) کا عورتوں کی نماز، عیدین کی نماز اور کسوف کی نماز میں کوئی دخل نہیں۔

فالجواب: أن صلاة العيدين والجنازة واجبة، ولا يؤذن لها ولا يقام. وأيضا: هو كصلاتي المزدلفة يكتفى فيهما بأذان وإقامة.

وأما فعله في جماعة، فإنه يصلى جماعة في شهر رمضان، فينبغي أن يدل على الوجوب، وإذا ثبت وجوبه في شهر رمضان، ثبت في سائر السنة. وأيضا: الظهر يوم الجمعة لا تصلى جماعة في المصر، وكذلك النذر، ولم ينف ذلك وجوبهما. (۲)

جواب یہ ہے کہ عیدین اور جنازے کی نماز واجب ہے، مگر ان کے لیے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔

اور اسی طرح وہ (وتر) مزدلفہ کی دو نمازوں کی طرح ہیں جن کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت کافی ہوتی ہے۔

رہی بات وتر کا جماعت سے پڑھنا تو رمضان میں اسے جماعت سے پڑھا جاتا ہے، تو یہ اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے، اور جب رمضان میں اس کا وجوب ثابت ہو گیا تو پورے سال کے لیے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

اور اسی طرح جمعہ کے دن کی ظہر کی نماز شہر میں جماعت سے نہیں پڑھی جاتی،اور اسی طرح نذر لیکن اس سے ان دونوں کا وجوب ختم نہیں ہوتا۔

---

(۱) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ، جلد (1) ، صفحه (271)

(۲) شرح مختصر الطحاوي للجصاص ، جلد (1) ، صفحه (722)

چوتھا اعتراض:

عَلَامَةُ السُّنَنِ فِيهَا ظَاهِرَةٌ فَإِنَّهَا تُؤَدَّى تَبَعًا لِلْعِشَاءِ،

اس (نمازِ وتر) میں سنت ہونے کی نشانی ظاہر ہے کیونکہ یہ نماز عشاء کے تابع ادا کی جاتی ہے۔

جواب:

لَا يَدُلُّ عَلَى التَّبَعِيَّةِ كَتَقْدِيمِ كُلِّ فَرْضٍ عَلَى مَا يَعْقُبُهُ مِنَ الْفَرَائِضِ، وَلِهَذَا اخْتَصَّ بِوَقْتٍ اسْتِحْسَانًا فَإِنَّ تَأْخِيرَهَا إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ مُسْتَحَبٌّ وَتَأْخِيرُ الْعِشَاءِ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ يُكْرَهُ أَشَدَّ الْكَرَاهَةِ، وَذَا أَمَارَةُ الْأَصَالَةِ إِذْ لَوْ كَانَتْ تَابِعَةً لِلْعِشَاءِ لَتَبِعَتْهُ فِي الْكَرَاهَةِ وَالِاسْتِحْبَابِ جَمِيعًا. (۱)

(وتر کی نماز) کے عشاء کے تابع ہونے پر کوئی دلیل نہیں جیسا کہ ہر فرض نماز کو اس کے بعد آنے والی فرض نماز پر مقدم کیا جاتا ہے، اسی لیے اس کے لیے استحساناً الگ وقت مقرر کیا گیا ہے کیونکہ وتر کو رات کے آخری حصے میں مؤخر کرنا مستحب ہے، جبکہ عشاء کو رات کے آخر تک مؤخر کرنا شدید ناپسندیدہ ہے، اور یہی اس (وتر) کی اصلیت (یعنی مستقل حیثیت) کی علامت ہے، کیونکہ اگر یہ (وتر) عشاء کے تابع ہوتے تو استحباب (پسندیدگی) اور کراہت (ناپسندیدگی) میں بھی اس (عشاء) کے تابع ہوتے۔

أفضل الوقت للوتر وقت السحر، ويكره أداء العشاء فيه أشد الكراهة، ولو كان الوتر تبعًا للعشاء سنة له كركعتي العشاء كان وقته المستحب وقت العشاء (۲)

وتر کا بہترین وقت وقتِ سحر ہے، اور اس وقت عشاء پڑھنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ اگر وتر عشاء کی سنتوں کی طرح (عشاء) کے تابع ہوتے جیسا کہ عشاء کی دو رکعت (سنتیں) ، تو اس کا مستحب وقت عشاء ہی ہوتا۔

وأما فعله مع العشاء في وقت واحد، فإن الجمعة تفعل في وقت الظهر، وتصلى العصر بعرفة في وقت الظهر، ولم ينف الوجوب (۳)

جہاں تک تعلق ہے وتر کا عشاء کے ساتھ ایک ہی وقت میں ادا کرنے کا، تو نمازِ جمعہ ظہر کے وقت ادا کی جاتی ہے، اور مقام عرفة میں ظہر کے وقت میں عصر پڑھی جاتی ہے، تو (مذکورہ اعتراض) وجوب کے منافی نہیں۔

---

(۱) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، جلد (1)، صفحه (271)

(۲) النهاية في شرح الهداية السغناقي، جلد (3)، صفحه (106)

(۳) شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد (1)، صفحه (722)

پانچواں اعتراض:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرُ الرَّأْسِ، يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلاَ يُفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي اليَوْمِ وَاللَّيْلَةِ". فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: "لاَ، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ"۔۔۔الخ (۱)

نجد والوں میں سے ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، سر کے بال بکھرے ہوئے تھے، ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنتے تھے اور ہم سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نزدیک آن پہنچا، جب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا ہے، اس نے کہا بس اس کے سوا تو اور کوئی نماز مجھ پر نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر تو نفل پڑھے۔۔۔الخ

جواب:

وحديث الإعرابي حيث قال هل على غيرها أي الخمس فقال صلى الله عليه وسلم: "لا إلا أن تطوع" لا يدل على عدم وجوب الوتر لأنه كان أول الإسلام ثم وجب الوتر بعده (۲)

اعرابی کی حدیث، جس میں اس نے پوچھا: کیا مجھ پر پانچ نمازوں کے علاوہ بھی کوئی نماز لازم ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نہیں، سوائے اس کے کہ تم نفل پڑھو"، یہ وتر کے واجب نہ ہونے پر دلیل نہیں، کیونکہ یہ واقعہ اسلام کے ابتدائی دور کا ہے، اور وتر اس کے بعد واجب ہوئے۔

وَالْجَوَابُ عَنْ تَمَسُّكِهِمْ بِحَدِيثِ الْأَعْرَابِيِّ أَنَّهُ كَانَ قَبْلَ وُجُوبِ الْوِتْرِ وَفِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ زَادَكُمْ إشَارَةٌ إلَى أَنَّهُ مُتَأَخِّرٌ عَنْ وُجُوبِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَهُوَ نَظِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى {قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ} [الأنعام:] وَقَدْ حَرَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ أَكْلَ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنْ السِّبَاعِ وَغَيْرِهِ وَيَدُلُّ عَلَى تَأْخِيرِهِ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ وَقَالَ فِي آخِرِهِ لَا «أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَفْلَحَ إنْ صَدَقَ» وَلَمْ يَذْكُرْ الْحَجَّ فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُ كَانَ قَبْلَ وُجُوبِ الْحَجِّ فَكَذَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَبْلَ وُجُوبِ الْوِتْرِ فَلَا يَكُونُ حُجَّةً. (۳)

ان کے حدیث اعرابی سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث وجوبِ وتر سے پہلے کی ہے، اور نبی ﷺ کے قول "زادکم" میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ (وتر) پانچ نمازوں کے وجوب کے بعد کا واقعہ ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:" آپ کہیے کہ میری طرف جو وحی کی گئی ہے میں اس میں کسی کھانے والے پر ان چیزوں کے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں پاتا، وہ مردار ہو یا بہا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو"

حالانکہ اس کے بعد درندوں کا گوشت اور دیگر چیزیں حرام کی گئیں۔ اس (وتر) کی تاخیر پر دلیل یہ بھی ہے کہ اس شخص نے نبی ﷺ سے صرف نماز، زکوٰۃ اور روزے کے بارے میں سوال کیا اور آخر میں کہا: "میں اس پر کچھ نہ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا"، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر سچ کہا تو فلاح پائی، اور حج کا ذکر نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ واقعہ حج کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے، لہٰذا اسی طرح ممکن ہے کہ وہ (اعرابی کا واقعہ) وتر کے فرض ہونے سے پہلے کا ہو، پس وہ دلیل نہیں بن سکتا۔

فإن وجوب الوتر متأخر لقوله: "زادكم صلاة"، وهو "كنهيه عن كل ذي ناب من السباع، وذي مخلب من الطير". فلا يعترض عليه بقوله تعالى: } قل لا أجد في ما أوحي إلي محرما {؛ لأنه لم يكن المحرم في ذلك الوقت غير ما في الآية، ثم حرم بعد. وكما لم ينف هذا القول من النبي صلى الله عليه وسلم وجوب صلاة العيدين، والصلاة على الجنازة، كذلك لا ينفي وجوب الوتر. (۴)

---

(۱) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب: الإيمان باب الزكاة من الإسلام، جلد (1)، صفحه (18)، رقم (46).

(۲) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، صفحه (374)

(۳) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي، جلد (1)، صفحه (169)

(۴) شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد (1)، صفحه (720)

وتر کا واجب ہونا بعد میں ثابت ہوا، اس پر نبی ﷺ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے: "اللہ نے تم پر ایک اور نماز کا اضافہ کیا ہے"، جیسے آپ ﷺ نے پنجہ مارنے والے درندوں اور چنگال والے پرندوں سے منع فرمایا، تو اس پر قرآن کی اس آیت سے اعتراض نہیں کیا جا سکتا: *" قل لا أجد في ما أوحي إلي محرما "* کیونکہ اس وقت صرف انہی چیزوں کی حرمت نازل ہوئی تھی، باقی بعد میں حرام ہوئیں۔ جس طرح نبی ﷺ کا یہ فرمان (حدیث اعرابی) ، جیسا کہ یہ عیدین یا جنازے کی نماز کے وجوب کی نفی نہیں کرتا، ویسے ہی وتر کے وجوب کی بھی نفی نہیں کرتا۔

چھٹا اعتراض:

حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ. (۱)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فِيهِ دَلِيلٌ أَنَّهُ يَجُوزُ الْوِتْرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَ وَأَنَّهُ سُنَّةٌ لَيْسَ بِوَاجِبٍ

اس (مذکورہ حدیث) میں اس بات کی دلیل ہے کہ سفر میں سواری پر وتر پڑھنا جائز ہے جس طرف بھی رخ ہو اور یہ کہ وتر سنت ہے واجب نہیں۔

جواب:

وَنَحْنُ نَقُولُ إِنَّ فِعْلَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَبْلَ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ أَوْ لِأَجْلِ الْعُذْرِ فَلَا يُعَارِضُ الْقَوْلَ (۲)

اور ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا یہ عمل ممکن ہے کہ آپ ﷺ پر (وتر) واجب ہونے سے پہلے کا ہو یا کسی عذر کی وجہ سے ہو، اس لیے یہ ہمارے قول کے معارض نہیں۔

فَإِنْ قِيلَ فَمَذْهَبُكُمْ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا وَإِنْ كَانَ وَاجِبًا عَلَيْهِ فقد صح فعله لَهُ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَدَلَّ عَلَى صِحَّتِهِ مِنْهُ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَلَوْ كَانَ وَاجِبًا عَلَى الْعُمُومِ لَمْ يَصِحَّ عَلَى الرَّاحِلَةِ كَالظُّهْرِ (۳)

اگر یہ کہا جائے کہ آپ کے مذہب (شوافع) کے مطابق نبی کریم ﷺ پر وتر واجب تھا، تو ہم کہیں گے کہ اگرچہ وہ آپ ﷺ پر واجب تھا، پھر بھی آپ ﷺ سے اس کا سواری پر پڑھنا صحیح طور پر ثابت ہے۔ اس سے یہ اس بات پر دلیل ہے کہ (خاص طور پر) آپ ﷺ کے لیے سواری پر اس کا ادا کرنا درست تھا۔ لیکن اگر وتر عام لوگوں پر واجب ہوتا، تو پھر اس کا سواری پر ادا کرنا درست نہ ہوتا، بالکل اسی طرح جیسے ظہر وغیرہ فرض نمازیں سواری پر درست نہیں ہوتیں۔

وَقَدْ ادَّعَى النَّوَوِيُّ أَنَّ جَوَازَ فِعْلِ هَذَا الْوَاجِبِ عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرَّحَ بِذَلِكَ فِي بَابِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ مِنْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَشَرْحِ الْمُهَذَّبِ وَفِي هَذِهِ الدَّعْوَى تَوَقُّفٌ فَإِنَّ مِثْلَ ذَلِكَ يَحْتَاجُ إِلَى نَقْلٍ خَاصٍّ وَلَمْ يُنْقَلْ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ مَذْهَبُنَا أَنَّهُ جَائِزٌ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ كَسَائِرِ النَّوَافِلِ سَوَاءٌ كَانَ لَهُ عُذْرٌ أَمْ لَا وَبِهَذَا قَالَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَصَاحِبَاهُ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِعُذْرٍ وَدَلِيلُنَا حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ» يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ فِي «السَّفَرِ أَخْرَجَاهُ فَالْعَجَبُ مِنْهُ كَيْفَ يَجْعَلُ أَوَّلًا فِعْلَهُ عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنَ الْخَصَائِصِ، ثُمَّ يَجْعَلُهُ هُنَا دَلِيلًا لِلْجَوَازِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْأُمَّةِ وَمَا بِالْعَهْدِ مِنْ قِدَمٍ (۴)

امام نووی رحمہ اللہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سواری پر اس واجب (وتر) کو پڑھنے کا جواز حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ انہوں نے اس بات کی صراحت شرح صحیح مسلم میں بابِ نفل نماز کے تحت اور شرح المهذب میں کی ہے۔اور اس دعویٰ میں توقف ہے، کیونکہ ایسی بات کے لیے خاص نقل کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ منقول نہیں۔پھر تھوڑا آگے جا کر شرحِ مہذب میں کہا کہ

---

(۱) أخرجه مسلم في "صحيحه"، كتاب : المساجد ومواضع الصلاة ، جلد (2) ، صفحه (149) ، رقم (700).

(۲) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي ، جلد (1) ، صفحه (170)

(۳) شرح النووي على مسلم ، جلد (5) ، صفحه (211)

(۴) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي ، جلد (1) ، صفحه (169)

ہمارے نزدیک سفر میں سواری پر یہ (وتر) جائز ہے، جیسے باقی نوافل، خواہ عذر ہو یا نہ ہو۔ اور جمہور علما کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے دونوں شاگردوں کا کہنا ہے کہ بغیر عذر کے جائز نہیں۔ ہماری دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی (مذکورہ) روایت ہے کہ نبی ﷺ سفر میں سواری پر وتر پڑھتے تھے، اور یہ روایت بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی ہے۔ تعجب ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ پہلے اس فعل (سواری پر وتر) کو حضور ﷺ کے خصائص میں شمار کرتے ہیں اور پھر اسی کو امت کے لیے جواز کی دلیل بناتے ہیں، حالانکہ ایسی بات پہلے سے معروف نہیں تھی۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئُ، قَالَ: ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ أَنَّ أَبَا تَمِيمٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَالِكٍ الْجَيْشَانِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ» اللهَ قَدْ زَادَكُمْ صَلَاةً فَصَلُّوهَا , مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ , الْوِتْرَ «الْوِتْرَ أَلَا وَأَنَّهُ أَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ. قَالَ أَبُو تَمِيمٍ , فَكُنْتُ أَنَا وَأَبُو ذَرٍّ قَاعِدَيْنِ فَأَخَذَ أَبُو ذَرٍّ بِيَدِي , فَانْطَلَقْنَا إِلَى أَبِي بَصْرَةَ , فَوَجَدْنَاهُ عِنْدَ الْبَابِ الَّذِي عَلَى دَارِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: يَا أَبَا بَصْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ» اللهَ زَادَكُمْ صَلَاةً فَصَلُّوهَا , فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ , الْوِتْرَ «الْوِتْرَ ؟ فَقَالَ أَبُو بَصْرَةَ: نَعَمْ , قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ. قَالَ: نَعَمْ , قَالَ: أَنْتَ تَقُولُ سَمِعْتَهُ يَقُولُ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَكَّدَ فِي هَذِهِ الْآثَارِ أَمْرَ الْوِتْرِ , وَلَمْ يُرَخِّصْ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِهِ , وَقَدْ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ , لَيْسَ فِي التَّأْكِيدِ كَذَلِكَ. فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَا رَوَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وِتْرِهِ , عَلَى الرَّاحِلَةِ , كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ قَبْلَ تَأْكِيدِهِ إِيَّاهُ , ثُمَّ أَكَّدَهُ مِنْ بَعْدِ نَسْخِ ذَلِكَ (١)

ابو تمیم عبداللہ بن مالک جیشانی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ میں نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے اطلاع دی ہے کہ اس نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے پس اس کو پڑھو وہ عشاء اور صبح کی نماز کے مابین ہے وہ وتر ہے وہ وتر ہے اور سنو وہ راوی ابو بصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ابو تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اور حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکٹھے بیٹھے تھے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہم دونوں ابو بصرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو ان کو اس دروازے کے پاس پایا جو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے پاس ہے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے اے ابو بصرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے وہ عشاء سے طلوع فجر کے درمیان ہے وہ وتر ہے وتر ہے۔ ابو بصرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے ہاں۔ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کیا تم نے آپ ﷺ سے سنا ہے انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا ہے انھوں نے فرمایا جی ہاں۔ ان آثار میں وتروں کے حکم کی خوب تاکید کردی اور اس کے چھوڑنے کی کسی کو رخصت نہیں دی ' اور پہلے اس طرح تاکید نہ تھی۔ پس عین ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے جن وتروں کا حالت سواری میں معاینہ کیا یہ آپ پر تاکید وتر سے پہلے کا واقعہ ہو۔ پھر آپ نے تاکید کردی جس سے پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا۔

وَقَدْ رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَنَّ الصَّلَاةَ الْمَفْرُوضَةَ , لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يُصَلِّيَهَا قَاعِدًا , وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ , وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَهَا فِي سَفَرِهِ عَلَى رَاحِلَتِهِ , وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ وَالنُّزُولَ. وَرَأَيْنَاهُ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ عَلَى الْأَرْضِ قَاعِدًا , وَيُصَلِّيهِ فِي سَفَرِهِ عَلَى رَاحِلَتِهِ. فَكَانَ الَّذِي يُصَلِّيهِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ , هُوَ الَّذِي يُصَلِّيهِ فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ , وَالَّذِي لَا يُصَلِّيهِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ , هُوَ الَّذِي لَا يُصَلِّيهِ فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ , هَكَذَا الْأُصُولُ الْمُتَّفَقُ عَلَيْهَا. ثُمَّ كَانَ الْوِتْرُ بِاتِّفَاقِهِمْ , لَا يُصَلِّيهِ الرَّجُلُ عَلَى الْأَرْضِ قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ الْقِيَامَ. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ لَا يُصَلِّيَهُ فِي سَفَرِهِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَهُوَ يُطِيقُ النُّزُولَ. فَمِنْ هَذِهِ الْجِهَةِ عِنْدِي ثَبَتَ نَسْخُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (١)

اور ہم نے اس اصل کو دیکھا جس پر اجماع ہے کہ فرض نماز میں کسی مرد کو یہ حق نہیں کہ وہ اُسے بیٹھ کر ادا کرے، جب کہ وہ کھڑے ہونے کی قدرت رکھتا ہو، اور نہ ہی یہ کہ وہ سفر میں اسے اپنی سواری پر پڑھے، جب کہ وہ کھڑا ہونے اور نیچے اترنے کی

---

(١) شرح معاني الآثار ، جلد (1) ، صفحه (430)

طاقت رکھتا ہو۔ اور ہم نے دیکھا کہ وہ نفل نماز زمین پر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے، اور سفر میں سواری پر بھی ادا کر سکتا ہے۔ پس جس نے نفل نماز بیٹھ کر پڑھی، باوجود قدرت کے، وہ وہی ہے جو اسے سفر میں سواری پر پڑھتا ہے، اور جس نے نفل نماز بیٹھ کر نہیں پڑھی باوجود قدرت کے، وہ وہی ہے جو سفر میں سواری پر بھی نہیں پڑھتا۔ یہی وہ اصول ہیں جن پر اتفاق ہے۔ پھر وتر کے بارے میں بھی سب کا اتفاق ہے کہ آدمی اسے زمین پر بیٹھ کر ادا نہیں کر سکتا جب کہ وہ کھڑا ہونے کی طاقت رکھتا ہو۔ تو اسی اصول کی روشنی میں یہ کہا جائے گا کہ وہ اسے سفر میں سواری پر بھی ادا نہ کرے جب کہ اترنے کی قدرت رکھتا ہو۔ پس میرے نزدیک اسی پہلو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سواری پر وتر پڑھنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

ساتواں اعتراض:

إنما قال النبي صلى الله عليه وسلم: "زادكم"، ولم يقل: زاد عليكم.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تمہارے لیے ایک نماز کا اضافہ کیا ہے"، یہ نہیں فرمایا: "تم پر ایک نماز کا اضافہ کیا گیا ہے"۔

جواب:

قيل له: إذا صح أنه أراد الزيادة على الواجبات، لم يختلف حكم قوله: "زادكم"، و: "زاد عليكم"؛ لأن الزيادة على الواجب، لا تكون إلا واجباً. وعلى أنك إذا حملته على الإباحة، فقد جعلته كمن قال: "زاد لكم"، وليس ذلك في اللفظ. وعلى أنه لا فرق بين قوله: "زادكم"، و: "زاد عليكم" قال الله: { زدناهم عذاباً فوق العذاب } وقال: { فذوقوا فلن نزيدكم إلا عذاباً }، هو عليهم، لا لهم. (۱)

ان سے کہا جائے گیا: اگر یہ مان لیا جائے کہ اس سے واجب چیزوں پر اضافہ کرنا مراد ہے تو اس کے الفاظ "تمہیں زیادہ دیا" اور "تم پر زیادہ کیا" میں حکم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں، کیونکہ واجب پر جو بھی اضافہ ہوگا، وہ خود بھی واجب ہی ہوگا۔ اور اگر تم اسے اختیار پر محمول کرو، تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا ہو "تمہارے لیے زیادہ کیا"، حالانکہ الفاظ میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ اور ویسے بھی "تمہیں زیادہ دیا" اور "تم پر زیادہ کیا" میں کوئی فرق نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہم نے ان پر عذاب کو عذاب پر بڑھا دیا" اور فرمایا: "چکھو، ہم تمہیں عذاب کے سوا کچھ نہیں بڑھائیں گے"۔ یہ سب ان پر ہے، نہ کہ ان کے لیے۔

آٹھواں اعتراض:

قِيلَ: لَا وَتْرَ بَعْدَ الصُّبْحِ

کہا گیا ہے کہ فجر کے بعد وتر (قضا) نہیں ہے۔

جواب:

فَنَقُولُ: لَا خِلَافَ بَيْنَنَا أَنَّ الْوِتْرَ أَقْوَى مِنْ سَائِرِ السُّنَنِ حَتَّى أَنَّهَا تُقْضَى إذَا انْفَرَدَتْ بِالْفَوَاتِ أَلَا تَرَى أَنَّ» رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ بَدَأَ بِقَضَاءِ الْوِتْرِ وَالَّذِي «رُوِيَ لَا وِتْرَ بَعْدَ الصُّبْحِ الْمُرَادُ النَّهْيُ عَنْ تَأْخِيرِهَا لَا نَفْيُ قَضَائِهَا وَكَذَلِكَ تُقْضَى بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَدَلَّ أَنَّهَا أَقْوَى مِنْ السُّنَنِ وَهِيَ دُونَ الْفَرَائِضِ حَتَّى لَا يَكْفُرَ جَاحِدُهَا (۲)

ہم کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ وتر کی نماز باقی تمام سنتوں سے زیادہ اہم ہے، یہاں تک کہ اگر یہ رہ جائے تو اس کی قضا بھی کی جاتی ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تعریس کی رات سب سے پہلے وتر کی قضا سے ابتدا فرمائی ۔ اور جو مروی ہے کہ "فجر کے بعد وتر نہیں" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وتر کو تاخیر سے پڑھنا منع ہے، قضا کا انکار مراد نہیں۔ اسی لیے فجر کی نماز کے بعد، سورج نکلنے سے پہلے بھی اس کی قضا کی جا سکتی ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ عام

---

(۱) شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد (1)، صفحه (717)

(۲) المبسوط للسرخسي، جلد (1)، صفحه (155)

سنتوں سے زیادہ اہم ہے، مگر فرض سے کم درجے میں ہے، اس لیے اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔

نواں اعتراض:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، أَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ". فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: "لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ". (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ وتر ہے، وتر کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو، ایک اعرابی (دیہاتی) نے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے۔

يدل على أنه ليس بواجب؛ لأن الأعراب وغيرهم لا يختلفون في الوجوب.

یہ (مذکورہ حدیث) اس بات پر دلیل ہے کہ وتر واجب نہیں، کیونکہ دیہاتی اور دوسرے لوگ وجوب میں مختلف نہیں ہو سکتے۔

جواب:

قيل له: يجوز أن يكون الأعرابي كان كافرا.

وإن كان مسلما، يحتمل أن يريد: ليس لك، لا لأصحابك خاصة، بل للناس عامة. وإنما قال ذلك؛ لأنه علم أن ظن الأعرابي سيسبق إلى أنه لأهل القرآن خاصة، فأخبره أنه للناس عامة. (۲)

ان سے کہا جائے گا کہ یہ ممکن ہے کہ وہ دیہاتی کافر تھا۔

اور اگر وہ مسلمان تھا، تو بھی یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ: یہ (وتر) تمہارے لیے خاص نہیں، نہ ہی تمہارے ساتھیوں کے لیے، بلکہ تمام لوگوں کے لیے ہے۔ انہوں نے یہ اس لیے کہا کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ دیہاتی کا گمان یہی ہوگا کہ یہ خاص اہلِ قرآن کے لیے ہے، تو انھوں نے اسے بتایا کہ یہ سب لوگوں کے لیے ہے۔

---

(۱) أخرجه ابن ماجه في "السنن"، كتاب: إقامة الصلاة والسنة فيها، جلد (2)، صفحه (353)، رقم (1170).

(۲) شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد (1)، صفحه (715)

تین رکعات وتر کے دلائل

پہلی دلیل

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهَا عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: "يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي". (۱)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلے چار رکعت پڑھتے، تم ان کے حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے بھی حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

دوسری دلیل

حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَيْقَظَ، فَتَسَوَّكَ، وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ}. فَقَرَأَ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِي نُورًا، وَمِنْ أَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، اللَّهُمَّ أَعْطِنِي نُورًا". (۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ہاں گزاری تو آپ ﷺ بیدار ہوئے اور آپ ﷺ نے مسواک فرمائی اور وضو فرمایا اور یہ فرما رہے تھے (اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ) بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں، آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں یہاں تک کہ سورت آل عمران ختم ہوگئی پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں قیام اور رکوع اور سجدوں کو لمبا فرمایا پھر آپ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسی طرح کر کے چھ رکعتیں پڑھیں ہر مرتبہ مسواک فرماتے اور وضو فرماتے اور یہی آیات پڑھتے پھر آپ ﷺ نے تین رکعات نماز وتر پڑھی پھر مؤذن نے آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نماز کے لئے یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اے اللہ میرے دل میں نور اور میری زبان میں نور اور میرے کانوں میں اور میری آنکھوں کو نور عطا فرما اور میرے پیچھے اور میرے آگے اور میرے اوپر اور میرے نیچے نور عطا فرما اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔

---

(۱) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب: صلاة التراويح باب فضل من قام رمضان، رقم، (2013).

(۲) أخرجه مسلم في "صحيحه"، كتاب: المساجد ومواضع الصلاة باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، رقم (763).

تیسری دلیل

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَأَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِـ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى)، وَفِي الثَّانِيَةِ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ)، وَفِي الثَّالِثَةِ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ)، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ. (۱)

حضرت عبدالعزیز بن جریج رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ وتر میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ پہلی رکعت میں: *سبح اسم ربک الأعلى* دوسری میں *قل یا أیها الکافرون* اور تیسری میں *قل هو الله أحد* اور معوذتین پڑھتے تھے۔

چوتھی دلیل

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الْوِتْرِ بِـ { سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى }، وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ { قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ }، وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ { قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ } (۲)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں *سبح اسم ربک الأعلى* دوسری رکعت میں *قل یا أیها الکافرون* اور تیسری میں *قل هو الله أحد* پڑھتے تھے۔

پانچویں دلیل

فَإِذَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: أنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُوتِرُ بَعْدَهُمَا بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَيَقْرَأُ فِي الَّتِي فِي الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ» (۳)

وَلَفظه كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ توتر بعدهما بسبح الحديث وَهُوَ يرد اسْتِدْلَال الطَّحَاوِيّ بِأَنَّهُ لَو كَانَ مَفْصُولًا لقَالَ وَفِي رَكْعَة الْوتر أَو الرَّكْعَة المفردة أَو نَحْو ذَلِك. (۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان دو رکعتوں میں جن میں آخری رکعت کو ملا کر وتر بنانا ہوتا تو اول میں " سبح اسم ربک الاعلی " دوسری میں " قل یا ایها الکافرون " اور تیسری جس سے ان کو وتر بناتے اس میں " قل هو الله احد " اور " قل اعوذ برب الفلق " اور " قل اعوذ برب الناس " پڑھتے تھے۔

اور حدیث کے الفاظ " وہ ان دو رکعتوں میں قرأت کرتے تھے جن کے بعد وتر کیا جاتا تھا ، سورہ سبح۔۔۔الخ " اور یہی امام طحاوی رحمہ اللہ کے استدلال کی بنیاد ہے ، کیونکہ اگر (وتر) الگ رکعت ہوتی تو " وتر کی رکعت " یا " الگ رکعت " جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے۔

---

(۱) أخرجه ابن ماجه في "السنن"، كتاب: إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيما يقرأ في الوتر، رقم (1173).

(۲) أخرجه النسائي في "المجتبى"، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر أبي بن كعب في الوتر، رقم (1701).

(۳) شرح معاني الآثار جلد (1)، صفحه (285)، رقم (1694)

(۴) الدراية في تخريج أحاديث الهداية جلد (1)، صفحه (191)

چھٹی دلیل

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْمُرَادِيُّ قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ السَّبْعَةِ، سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ, وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ, وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ, وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ, وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ, وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ, وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ, فِي مَشْيَخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلِ فِقْهٍ وَصَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَرُبَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا. فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ: «أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي «آخِرِهِنَّ فَهَذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ وَعُلَمَائِهِمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ, وَتَابَعَهُمْ عَلَى ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ, وَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ مُنْكِرٌ سِوَاهُمْ. (۱)

حضرت ابو العوام محمد بن عبداللہ نے اپنی اسناد کے ساتھ ابو الزناد سے نقل کیا کہ مدینہ منورہ کے فقہاء سبع حضرت ابن المسیب ، حضرت عروہ ، حضرت قاسم ، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن ، حضرت خارجہ بن زید ، حضرت عبداللہ بن عبداللہ ، حضرت سلیمان بن یسار رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ اپنے علاوہ مشائخ اور فضیلت و صلاحیت والے فقہاء کے سامنے مسائل بیان کرتے۔ بسا اوقات کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو پھر ان میں سے اکثریت کے قول کو اور افضل ترین کے قول کو لیتے۔ پس میں نے ان سے اس سلسلہ میں جو یاد کیا وہ یہی تھا کہ وتر تین ہیں اور ان کے آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔ پس یہ فقہاء و علماء مدینہ منورہ جن کا ہم نے تذکرہ کیا ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر تین ہیں۔ آخر میں سلام پھیرتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی متابعت کی اور کسی انکار کرنے والے نے اس کا انکار نہیں کیا۔

---

(۱) شرح معاني الآثار جلد (1)، صفحه (296)، رقم (1758)

متفرق دلائل:

فَوَجَدْنَا الْوِتْرَ لَا يَخْلُو مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ, إِمَّا أَنْ يَكُونَ فَرْضًا أَوْ سُنَّةً, فَإِنْ كَانَ فَرْضًا فَإِنَّا لَمْ نَرَ شَيْئًا مِنَ الْفَرَائِضِ إِلَّا عَلَى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ, فَمِنْهُ مَا هُوَ رَكْعَتَانِ, وَمِنْهُ مَا هُوَ أَرْبَعٌ وَمِنْهُ مَا هُوَ ثَلَاثٌ, وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ الْوِتْرَ لَا تَكُونُ اثْنَتَيْنِ وَلَا أَرْبَعًا. فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّهُ ثَلَاثٌ. هَذَا إِذَا كَانَ فَرْضًا, وَأَمَّا إِذَا كَانَ سُنَّةً, فَإِنَّا لَمْ نَجِدْ شَيْئًا مِنَ السُّنَنِ إِلَّا وَلَهُ مِثْلٌ فِي الْفَرْضِ. مِنْ ذَلِكَ الصَّلَاةُ مِنْهَا تَطَوُّعٌ, وَمِنْهَا فَرْضٌ. وَمِنْ ذَلِكَ: الصَّدَقَاتُ, لَهَا أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ, وَهُوَ الزَّكَاةُ. وَمِنْ ذَلِكَ: الصِّيَامُ, وَلَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ, وَهُوَ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَمَا أَوْجَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْكَفَّارَاتِ. وَمِنْ ذَلِكَ الْحَجُّ, يُتَطَوَّعُ بِهِ, وَلَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ, وَهُوَ حَجَّةُ الْإِسْلَامِ. وَمِنْ ذَلِكَ الْعُمْرَةُ, يُتَطَوَّعُ بِهَا, . وَمِنْ ذَلِكَ الْعَتَاقُ, لَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ, وَهُوَ مَا فَرَضَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْكِتَابِ مِنَ الْكَفَّارَاتِ وَالظِّهَارِ. فَكَانَتْ هَذِهِ الْأَشْيَاءُ كُلُّهَا يُتَطَوَّعُ بِهَا, وَلَهَا أُصُولٌ فِي الْفَرْضِ, فَلَمْ نَرَ شَيْئًا يُتَطَوَّعُ بِهِ, إِلَّا وَلَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ. وَقَدْ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ هِيَ فَرْضٌ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُتَطَوَّعَ بِهَا. مِنْهَا الصَّلَاةُ عَلَى الْجِنَازَةِ وَهِيَ فَرْضٌ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُتَطَوَّعَ بِهَا وَلَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى مَيِّتٍ مَرَّتَيْنِ يَتَطَوَّعُ بِالْآخِرَةِ مِنْهُمَا. فَكَانَ الْفَرْضُ قَدْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُتَطَوَّعَ بِمِثْلِهِ. وَلَمْ نَرَ شَيْئًا يُتَطَوَّعُ بِهِ إِلَّا وَلَهُ مِثْلٌ فِي الْفَرْضِ, مِنْهُ أُخِذَ, وَكَانَ الْوِتْرُ يُتَطَوَّعُ بِهِ, فَلَمْ يَجُزْ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ إِلَّا وَلَهُ مِثْلٌ فِي الْفَرْضِ, وَالْفَرْضُ لَمْ نَجِدْ فِيهِ وِتْرًا إِلَّا ثَلَاثًا. فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ. (۱)

پس ہم نے پایا کہ نمازِ وتر دو ہی صورتوں سے خالی نہیں: یا تو وہ فرض (واجب) ہے یا سنت۔

اگر وہ فرض ہو، تو ہم نے فرائض میں کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو تین صورتوں کے سوا ہو: ان میں سے کچھ دو رکعت ہیں، کچھ چار رکعت ہیں اور کچھ تین رکعت ہیں۔ اور سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر نہ دو رکعت ہوتی ہے اور نہ چار رکعت؛ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ وہ تین رکعت ہے۔ یہ اس کی صورت ہے جب وہ فرض ہو۔

اور اگر وہ سنت ہو، تو ہم نے سنتوں میں کوئی چیز ایسی نہیں پائی جس کی فرض میں کوئی مثال نہ ہو۔ چنانچہ نماز ہے: اس میں نفل بھی ہے اور فرض بھی۔ اور اسی طرح صدقات ہیں: ان کی اصل فرض میں ہے، اور وہ زکوٰۃ ہے۔ اور اسی طرح روزہ ہے: اس کی اصل فرض میں ہے، اور وہ ماہِ رمضان کے روزے اور کفّارہ کے روزے ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے واجب کیا ہے۔ اور اسی طرح حج ہے: اس کا نفل بھی کیا جاتا ہے، اور اس کی اصل فرض میں ہے، اور وہ حجۃ الاسلام ہے۔ اور اسی طرح عمرہ ہے: اس کا بھی نفل کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح غلام آزاد کرنا ہے: اس کی اصل فرض میں ہے، اور وہ وہی ہے جو اللہ عزوجل نے کتاب میں کفارات اور ظہار کے بارے میں فرض کیا ہے۔

پس یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جنہیں نفل کے طور پر ادا کیا جاتا ہے، اور ان کی اصل فرض میں موجود ہے۔ لہٰذا ہم نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جسے نفل کے طور پر کیا جاتا ہو مگر یہ کہ اس کی کوئی اصل فرض میں موجود ہو۔ اور ہم نے بعض چیزیں ایسی بھی دیکھی ہیں جو فرض ہیں، لیکن ان کی مانند نفل ادا کرنا جائز نہیں؛ ان میں نمازِ جنازہ بھی ہے، جو فرض ہے، اور اس کی نفل ادائیگی جائز نہیں، اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر دو مرتبہ نماز پڑھے کہ دوسری کو نفل بنا لے۔

پس کبھی فرض کسی چیز میں ہوتا ہے اور اس کی مانند نفل ادا کرنا جائز نہیں ہوتا۔ اور ہم نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جسے نفل کے طور پر کیا جاتا ہو مگر یہ کہ اس کی کوئی نظیر فرض میں موجود ہو، اور اسی سے وہ ماخوذ ہوتی ہو۔ اور چونکہ نمازِ وتر نفل کی طرح ادا کی جاتی ہے، اس لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ ایسی ہو مگر یہ کہ اس کی کوئی مثال فرض میں موجود ہو۔ اور ہم نے فرض میں وتر کی کوئی صورت تین رکعت کے سوا نہیں پائی۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ وتر تین رکعت ہے۔

لَوْ جَازَ الِاكْتِفَاءُ بِرَكْعَةٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ لَدَخَلَ فِي الْفَجْرِ قَصْرٌ بِسَبَبِ السَّفَرِ (۲)

اگر نمازوں میں سے کسی ایک میں ایک ہی رکعت پر اکتفا کرنا جائز ہوتا، تو سفر کی وجہ سے فجر کی نماز میں بھی قصر کرنا داخل ہو جاتا۔

---

(۱) شرح معاني الآثار جلد (1)، صفحه (292) رقم (1739)

(۲) المبسوط للسرخسي جلد (1) صفحه (164)

اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض:

وقال النووي: وقال أصحابنا لم يقل أحد من العلماء أن الركعة الواحدة لا تصح الإتيان بها إلا أبو حنيفة والثوري ومن تابعهما. (۱)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب (شافعیہ) نے کہا ہے کہ کسی بھی عالم نے یہ نہیں کہا کہ ایک رکعت سے (وتر) ادا کرنا درست نہیں، سوائے ابو حنیفہ، سفیان ثوری رحمہما اللہ اور ان کے متبعین کے۔

جواب:

عجبا للنووي كيف نقل هذا النقل الخطأ ولا يرده مع علمه بخطئه، وقد ذكرنا عن جماعة من الصحابة والتابعين ومن بعدهم أنه يوتر بثلاث ولا يجزيه الركعة الواحدة، وروى الطحاوي عن عمر بن عبد العزيز أنه أثبت الوتر بالمدينة بقول الفقهاء ثلاثا لا يسلم إلا في آخرهن، واتفق الفقهاء بالمدينة على اشتراط الثلاث بتسلمية واحدة، تبين لك خطأ نقل الناقل اختصاص ذلك بأبي حنيفة والثوري وأصحابهما. (۱)

امام نووی رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ انہوں نے یہ غلط بات کیسے نقل کر دی اور اس کے غلط ہونے کے علم کے باوجود اس کی تردید نہیں کی، حالانکہ ہم نے صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کی ایک جماعت سے یہ بات نقل کی ہے کہ وہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور ایک رکعت کو کافی نہیں سمجھتے تھے۔اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ میں فقہاء کے قول کے مطابق وتر کو تین رکعت مقرر فرمایا، جن میں صرف آخری رکعت پر سلام پھیرا جاتا تھا۔اور مدینہ کے فقہاء کا اس بات پر اتفاق تھا کہ وتر کے لیے تین رکعت ایک ہی سلام کے ساتھ شرط ہیں۔
اس سے آپ پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کہنا غلط ہے کہ اس قول کا اختصاص صرف ابو حنیفہ، سفیان ثوری رحمہما اللہ اور ان کے اصحاب کے ساتھ ہے۔

دوسرا اعتراض:

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَهُوَ يَخْطُبُ ، فَقَالَ : كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ ؟ فَقَالَ : " مَثْنَى مَثْنَى ، فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ ، تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ ". (۲)

ما تقول في قوله ﷺ فإذا خشيت الصبح فأوتر بركعة.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت خطبہ دے رہے تھے آنے والے نے پوچھا کہ رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو دو رکعت پھر جب طلوع صبح صادق کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت وتر کی ملا لے تاکہ تم نے جو نماز پڑھی ہے اسے یہ رکعت طاق بنا دے۔
نبی ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہو گے۔جب تمہیں صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت وتر ملا لو۔

جواب:

معناه مفصلة بما قبلها، ولهذا قال في قوله توتر لك ما قبلها، ومن يقتصر على ركعة واحدة كيف يوتر له ما قبلها وليس قبلها شيء. (۱)

---

(۱) البناية شرح الهداية جلد (2) جلد (485)
(۲) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب: الصلاة باب الحلق والجلوس في المسجد رقم (473).

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رکعت پہلے پڑھی ہوئی نماز کے ساتھ ملی ہوئی ہو، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: " وہ رکعت تمہاری پہلے پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔ " اور جو شخص صرف ایک ہی رکعت پر اکتفا کرے، تو وہ پہلے والی نماز کو وتر کیسے بنائے گی، جبکہ اس سے پہلے کچھ ہے ہی نہیں۔
اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جب صبح کا خوف ہو تو دو کے ساتھ ایک رکعت ملا کر پڑھ لو ۔ یعنی رکعۃ واحدۃ کے بعد مع الرکعتین پوشیدہ ہے ۔کیونکہ پہلے مثنیٰ مثنیٰ کا ذکر ہو چکا ہے۔
جیسے کہ قرآن میں ہے وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا
اصحابِ کہف اپنے غار میں تین سو سال ٹھہرے اور انھوں نے اس پر نو سال زیادہ کیے۔
اس آیت میں یہ نو سال تین سو سال سے علیحدہ نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھ ہیں مطلب یہ ہے کہ تین سو نو سال قیام کیا۔

تیسرا اعتراض:

ما تقول في قوله ﷺ
أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، قَالَ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ، وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ". (۱)

آپ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے متعلق کیا کہیں گے؟
حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وتر حق ہے، جو چاہے سات رکعت پڑھے، جو چاہے پانچ پڑھے، جو چاہے تین پڑھے، اور جو چاہے ایک پڑھے ۔

جواب:

هو محمول على أنه كان قبل استقرارها؛ لأن الصلوات [الغير] المستقرة لا عبرة في أعداد ركعاتها، وكذا قول عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «كان يسلم بين كل ركعتين ويوتر بواحدة، يعارضه» (۲)
وما روى ابن ماجه عن أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنه «كان يوتر بسبع أو بخمس لا يفصل بينهن بتسليم ولا كلام» (۳)
فيحمل على أنه كان قبل استقرار الوتر. (۴)

یہ اس زمانے پر محمول ہے جب وتر ابھی مستقر (متعین) نہیں ہوا تھا، کیونکہ جو نمازیں ابھی مستقر نہ ہوں، ان کی رکعات کی تعداد کا اعتبار نہیں ہوتا۔اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول:" آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر ملاتے تھے۔ " اس کے معارض وہ روایت ہے جو ابن ماجہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ: " آپ ﷺ سات یا پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے اور ان کے درمیان نہ سلام پھیرتے تھے اور نہ کوئی بات کرتے تھے۔ "
لہٰذا ان سب روایات کو اسی پر محمول کیا جائے گا کہ یہ وتر کے مستقر ہونے سے پہلے کا عمل تھا۔

چوتھا اعتراض:

ما تقول في قوله ﷺ
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ، أَخْبَرَنَا عِيسَى ، عَنْ زَكَرِيَّا ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ، أَوْتِرُوا ؛ فَإِنَّ اللَّهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ". (۵)

---

(۱) أخرجه النسائي في "المجتبى". كتاب قيام الليل وتطوع النهار باب ذكر الاختلاف على الزهري رقم (1711).
(۲) أخرجه النسائي في "المجتبى". كتاب الأذان باب إيذان المؤذنين الأئمة بالصلاة رقم (685).
(۳) أخرجه ابن ماجه في "السنن". كتاب: إقامة الصلاة والسنة فيها باب ما جاء في الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع رقم (1192).
(۴) البناية شرح الهداية جلد (2) صفحه (485)
(۵) أخرجه أبو داود في "السنن". كتاب الصلاة باب تفريع أبواب الوتر رقم (1416).

آپ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے متعلق کیا کہیں گے ؟
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو اس لیے کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے ۔

الزامی جواب:

معترضین کو چاہیے کہ مغرب کے فرض بھی ایک رکعت پڑھا کریں ۔ کیونکہ مغرب کے فرض دن کے وتر ہیں ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : " صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ النَّهَارِ ، فَأَوْتِرُوا صَلَاةَ اللَّيْلِ ". (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں سو تم رات کے وتر بھی ادا کیا کرو۔

تحقیقی جواب:

تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے رب تعالی کی محض وِتریت یعنی طاق ، بے جوڑ ہونے میں مثال دی ہے نہ کہ ایک ہونے میں ، تین بھی وتر ہے ایک بھی وتر ، تمثیل میں ادنی مناسبت کافی ہوتی ہے ہر طرح مثل ہونا ضروری نہیں اس لئے حضور ﷺ نے وتر فرمایا واحد نہ فرمایا یعنی یہ نہ فرمایا کہ اللہ تعالی ایک ہے ایک رکعت کو پسند فرماتا ہے دیکھو رب فرماتا ہے۔
مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح   اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہے۔
یہاں رب تعالی نے اپنے نور کی مثال چراغ سے دی مطلقاً نورانیت میں اب اگر کوئی کہے کہ چراغ میں تیل بتی ہوتی ہے تو چاہیے کہ اللہ تعالی کے نور میں بھی روغن و بتی ہو تو یہ اس کی حماقت ہے۔ ہم کہتے ہیں ، فلاں شخص شیر ہے مطلب ہوتا ہے کہ صرف طاقت میں شیر کی طرح ہے یہ نہیں کہ اس کے دم اور پنجہ بھی ہے۔

پانچواں اعتراض:

ما تقول في فعله رضی الله تعالیٰ عنه
حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ ، حَدَّثَنَا الْمُعَافَى ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، قَالَ : أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ ، فَقَالَ : دَعْهُ ؛ فَإِنَّهُ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. (۲)

آپ صحابی کے فعل کے بارے میں کیا کہیں گے ؟
حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی وہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام بھی حاضر تھے، جب وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے اس (ایک رکعت وتر) کا ذکر کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انھیں کچھ نہ کہو وہ صحابی رسول ﷺ ہیں ۔

جواب:

یہ حدیث تو احناف کی قوی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں کیونکہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت وتر پڑھی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کو حیرت ہوئی۔ جس کی شکایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی۔ حیرت و تعجب اس کام پر ہوتا ہے جو نرالا اور عجیب ہو ، اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ کوئی صحابی ایک رکعت وتر نہ پڑھتے تھے۔ ورنہ نہ انہیں تعجب ہوتا نہ شکایت کرتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اعتراض کرنے سے منع فرمایا کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد فقیہ صحابی ہیں۔ فقیہ مجتہد کی غلطی و خطا پر اعتراض جائز نہیں۔ اس کا ذکر دوسری روایت میں ہے۔

---

(۱) أخرجه أحمد في "المسند" مسند عبد الله ابن عمر جلد (8) صفحه (455) رقم (4846).
(۲) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب : فضائل أصحاب النبي باب ذكر معاوية رضي الله عنه رقم (3764).

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ : هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ؟ قَالَ: إِنَّهُ فَقِيهٌ. (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا گیا کہ امیرالمؤمنین معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، وہ تو وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھتے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ وتر تمام صحابہ اور خود سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اسی لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک رکعت پڑھنے کی شکایت کی گئی مگر چونکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ عالم ہیں مجتہد ہیں اور مجتہد فقیہ کی خطا بھی درست ہوتی ہے۔جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ ، فَلَهُ أَجْرَانِ ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ ، فَلَهُ أَجْرٌ". (۲)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے ایک ثواب ملتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ , عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ , عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: هَلْ لَكَ فِي مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ , وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَعِيبَ مُعَاوِيَةَ , فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «أَصَابَ مُعَاوِيَةُ» قِيلَ لَهُ: قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي فِعْلِ مُعَاوِيَةَ هَذَا مَا يَدُلُّ عَلَى إِنْكَارِهِ إِيَّاهُ عَلَيْهِ. (۳)

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات پر اعتراض ہے کہ انھوں نے ایک وتر پڑھا۔ تو اس آدمی کا مقصد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عیب لگانا تھا۔ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درست کیا۔ اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ روایت بھی وارد ہے جس میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل پر نکیر کی گئی ہے۔

چھٹا اعتراض:

ما تقول في قوله ﷺ

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو مِجْلَزٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ". (۴)

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر آخر رات میں ایک رکعت ہے۔

جواب:

معترضین اس حدیث کے معنی کرتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے۔یعنی ایک سب رکعتوں سے علیحدہ ، اس صورت میں یہ حدیث بہت احادیث کے مخالف ہوگی ، اور احادیث کا جمع نا ممکن ہوگا۔ حنفی اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے دو کے ساتھ ، جس کی تفسیر دوسری حدیث ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ۔ یا اس حدیث میں وتر بمعنی اسم فاعل ہے۔ یعنی تہجد کی نماز کو طاق بنانے والی ایک رکعت ہے کہ یہ دو سے مل کر ساری نماز کو طاق بنا دیتی ہے کہ نمازی نے آٹھ رکعت تہجد پڑھی ۔ پھر جب وتروں کی نیت باندھی جب تک دو رکعتیں پڑھیں تو نماز جفت ہی رہی جب ان دو رکعتوں سے ایک رکعت اور ملا دی تو طاق یعنی گیارہ رکعتیں بن گئیں۔ اس صورت میں یہ حدیث تمام دوسری حدیثوں سے موافق ہوگئی ۔ احادیث کا تعارض دور کرنا ضروری ہے۔

---

(۱) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب : فضائل أصحاب النبي باب ذكر معاوية رضي الله عنه رقم (3765).
(۲) أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ رقم (7352).
(۳) شرح معاني الآثار جلد (1) صفحه (289) رقم (1718)
(۴) أخرجه مسلم في "صحيحه"، كتاب : المساجد و مواضع الصلاة باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل رقم (752).

ساتواں اعتراض:

ما تقول في قوله ﷺ

حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا « تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ، أَوْ بِسَبْعٍ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" (۱)

آپ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے متعلق کیا کہیں گے؟

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین رکعت وتر نہ پڑھا کرو اور اس کو مغرب کی نماز سے مشابہ نہ کرو بلکہ وتر میں پانچ یا سات رکعات پڑھا کرو۔

جواب:

وذلك بأن يذكر الحديث أولا باسناد نظيف رجاله ثقات ويجعله أصلا ثم يتبعه باسناد آخر أو أسانيد فيها بعض الضعفاء على وجه التأكيد بالمتابعة أو لزيادة فيه تنبه على فائدة فيما قدمه. (۲)

یہ (قاعدہ) ہے کہ حدیث کو پہلے ایک صاف (صحیح) سند کے ساتھ ذکر کیا جائے جس کے تمام راوی ثقہ ہوں، اور اسے اصل قرار دیا جائے ، پھر اس کے بعد دوسری اسناد ذکر کی جائیں یا ایسی اسناد ذکر کی جائیں جن میں کچھ راوی ضعیف ہوں، اور یہ ذکر کرنا تائید کے طور پر متابعت کی وجہ سے ہو یا اس (اصل حدیث) میں کسی اضافے کی بنا پر، تاکہ پہلے بیان کی گئی بات میں کسی فائدے کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : لَا تُوتَرُ بِثَلَاثٍ بُتْرٍ ، صَلِّ قَبْلَهَا رَكْعَتَيْنِ ، أَوْ أَرْبَعًا۔ (۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ تین نامکمل وتر نہ پڑھو بلکہ ان سے پہلے دو یا چار رکعتیں پڑھو۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو خَلْدَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ: « عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُونَا أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ , غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّالِثَةِ , فَهَذَا وِتْرُ اللَّيْلِ , وَهَذَا وِتْرُ النَّهَارِ ». (۴)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ابو خالد رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کیا کہ میں نے ابو العالیہ رضی اللہ تعالی عنہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا : ہمیں اصحابِ محمد ﷺ نے یہ سکھایا، یا ہمیں تعلیم دی، کہ وتر مغرب کی نماز کی طرح ہے، البتہ ہم تیسری رکعت میں قراءت کرتے ہیں۔ پس یہ رات کا وتر ہے اور وہ دن کا وتر (مغرب) ہے۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، حَدَّثَهُ , عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , وَلَمْ يَرْفَعْهُ , قَالَ: لَا « تُوتِرُوا بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ تَشَبَّهُوا بِالْمَغْرِبِ , وَلَكِنْ أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ أَوْ بِتِسْعٍ أَوْ بِإِحْدَى «عَشْرَةَ فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَرِهَ إِفْرَادَ الْوِتْرِ حَتَّى يَكُونَ مَعَهُ شَفْعٌ عَلَى مَا قَدْ رَوَيْنَا قَبْلَ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَيَكُونُ ذَلِكَ تَطَوُّعًا قَبْلَ الْوِتْرِ وَفِي ذَلِكَ نَفْيُ الْوَاحِدَةِ أَنْ تَكُونَ وِتْرًا. وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى مَعْنَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي التَّخْيِيرِ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ إِبَاحَةُ الْوِتْرِ بِالْوَاحِدَةِ. فَقَدْ ثَبَتَ بِهَذِهِ الْآثَارِ الَّتِي رَوَيْنَاهَا , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْوِتْرَ أَكْثَرُ مِنْ رَكْعَةٍ , وَلَمْ يُرْوَ فِي الرَّكْعَةِ شَيْءٌ. (۴)

---

(۱) المستدرك على الصحيحين جلد (1)، صفحه (446)، رقم (1138)

(۲) شرح النووي على مسلم جلد (1)، صفحه (25)

(۳) المصنف ابن أبي شيبة جلد (4)، صفحه (495)، رقم (7005)

(۴) شرح معاني الآثار جلد (1) صفحه (293,292) رقم (1743)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور انہوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا ، انہوں نے فرمایا: " تین رکعتوں کے ساتھ وتر نہ پڑھو کہ مغرب سے مشابہت ہو جائے، بلکہ پانچ، سات، نو یا گیارہ رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھو۔ "
اس میں احتمال ہے کہ وہ اکیلی ایک رکعت کو ناپسند کرتے ہوں، یہاں تک کہ اس کے ساتھ شفع (دو رکعتیں) بھی ہو، جیسا کہ اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہم نے روایت کیا ہے، لہٰذا وہ شفع ، وتر سے پہلے بطور نفل ہو گا، اور اس میں ایک رکعت کی نفی ہے کہ وہ اکیلا وتر ہو۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس کا مفہوم وہی ہو جو ہم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اختیار (تخییر) کے بارے میں بیان کیا ہے، مگر اس میں ایک رکعت کے ساتھ وتر کی اجازت نہیں ہے۔ پس ان آثار سے جو ہم نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیے ہیں، یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وتر ایک رکعت سے زیادہ ہے، اور ایک رکعت کے بارے میں کوئی روایت موجود نہیں۔

وَمِنْ أَعْجَبِ الْعُجَابِ أَنَّ بَعْضَهُمْ كَرِهَ وَصْلَ الثَّلَاثِ، وَبِهِ أَفْتَى الْقَاضِي حُسَيْنٌ أَخْذًا مِنْ حَدِيثٍ لَا يُعْرَفُ لَهُ أَصْلٌ صَحِيحٌ: « لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ وَأَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ، وَلَا تُشَبِّهُوا الْوَتْرَ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ » ، مَعَ أَنَّهُ لَوْ صَحَّ لَحُمِلَ عَلَى أَوَّلِ الْأَمْرِ لِمَا سَيَأْتِي مِنَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى الْوَتْرَ ثَلَاثًا مَوْصُولًا ، أَوِ الْمُرَادُ مِنْهُ النَّهْيُ التَّنْزِيهِيُّ عَنِ الِاقْتِصَارِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ عَلَى ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ: « أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ » لِلْإِجْمَاعِ عَلَى جَوَازِ الثَّلَاثِ وَعَلَى عَدَمِ وُجُوبِ الْخَمْسِ وَالسَّبْعِ، وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: " « لَا تُشَبِّهُوا الْوَتْرَ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ » ، " أَيْ: فِي أَنَّهُ لَا يَسْبِقُهُ صَلَاةٌ، أَوْ بِأَنْ يَكُونَ بِلَا قُنُوتٍ. (١)

اور عجیب ترین بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے تین رکعتوں کو ملا کر پڑھنے کو مکروہ کہا، اور قاضی حسین رحمہ اللہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ، ایک ایسی حدیث کو بنیاد بنا کر جس کی کوئی صحیح اصل معلوم نہیں کہ: " تین کے ساتھ وتر نہ پڑھو، بلکہ پانچ یا سات کے ساتھ وتر پڑھو، اور وتر کو مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ ۔" حالانکہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسے ابتدائی حکم پر محمول کیا جائے گا ، کیونکہ آگے صحیح اور صریح احادیث آ رہی ہیں جن سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وتر تین رکعتیں ملا کر ادا فرمائیں۔ یا پھر اس حدیث سے مراد کراہتِ تنزیہی ہے رات کی نماز میں صرف تین رکعتوں پر اکتفا کرنے پر ، اس کی تائید آپ ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ پانچ یا سات کے ساتھ وتر پڑھو، کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ تین رکعتیں جائز ہیں اور پانچ یا سات رکعتوں کے عدم وجوب پر اجماع ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ وتر کو مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو اس سے پہلے کوئی نماز نہ ہو، یا یہ کہ وہ قنوت کے بغیر ہو۔

فَإِن قلت: رُوِيَ عَن أَبِي هُرَيْرَة عَن النَّبِي، قَالَ: (لَا توتروا بِثَلَاث وأوتروا بِخمْس أَو بِسبع، وَلَا تشبهوا بِصَلَاة الْمغرب) . قلت: رُوِيَ هَذَا مَوْقُوفا على أَبِي هُرَيْرَة، كَمَا رُوِيَ مَرْفُوعا، وَمَعَ هَذَا هُوَ معَارض بِحَدِيث عَليّ وَعَائِشَة وَمن ذكرنَا مَعَهمَا من الصَّحَابَة، وَأَيْضًا إِن قَوْله: (لَا توتروا بِثَلَاث) ، يحْتَمل كَرَاهَة الْوتر من غير تطوع قبله من الشفع، وَيكون الْمَعْنى: لَا توتروا بِثَلَاث رَكْعَات وَحدهَا من غير أَن يتقدمها شَيْء من التَّطَوُّع الفع، بل أوتروا هَذِه الثَّلَاث مَعَ شفع قبلهَا لتَكون خمْسا، وَإِلَيْهِ أَشَارَ بقوله: (واوتروا بِخمْس) أَو: أوتروا هَذِه الثَّلَاث مَعَ شفعين قبلهَا لتَكون سبعا، وَإِلَيْهِ أَشَارَ بقوله: (أَو بِسبع) أَي: أوتروا بِسبع رَكْعَات: أَربع تطوع وَثَلَاث وتر، وَلَا تفردوا هَذِه الثَّلَاث كَصَلَاة الْمغرب لَيْسَ قبلهَا شَيْء، وَإِلَيْهِ أَشَارَ بقوله: (وَلَا تشبهوا بِصَلَاة الْمغرب) وَمَعْنَاهُ: لَا تشبهوا بِصَلَاة الْمغرب فِي كَونهَا مُنْفَرِدَة عَن تطوع قبلهَا، وَلَيْسَ مَعْنَاهُ: لَا تشبهوا بِصَلَاة الْمغرب فِي كَونهَا ثَلَاث رَكْعَات. وَالنَّهْي لَيْسَ بوارد على تَشْبِيه الذَّات بِالذَّاتِ، وَإِنَّمَا هُوَ وَارِد على تَشْبِيه الصّفة بالصّفة، وَمَعَ هَذَا فِيمَا ذكره نفي أَن تكون الرَّكْعَة الْوَاحِدَة وترا، لِأَنَّهُ أَمر بالإيتار بِخمْس أَو بِسبع لَيْسَ إِلَّا. فَافْهَم. (٢)

اگر آپ کہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین کے ساتھ وتر نہ پڑھو، بلکہ پانچ یا سات کے ساتھ وتر پڑھو، اور مغرب کی نماز سے مشابہت نہ کرو ، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے، جیسے کہ مرفوع بھی مروی ہے، اور اس کے باوجود یہ روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

---

(١) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح جلد (3) ، صفحه (950) رقم (1254)
(٢) عمدة القاري شرح صحيح البخاري جلد (4) صفحه (253)

اور ان دیگر صحابہ کی احادیث کے معارض ہے جن کا ذکر ہم نے ان دونوں کے ساتھ کیا ہے۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ کا فرمان: " تین کے ساتھ وتر نہ پڑھو " اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ اس سے مراد اس وتر کی کراہت ہو جو اس سے پہلے شفع کی صورت میں کوئی نفل پڑھے بغیر ادا کیا جائے۔ پس معنی یہ ہوں گے کہ صرف تین رکعتیں بغیر کسی پہلے نفل کے وتر نہ پڑھو، بلکہ ان تین رکعتوں کو پہلے شفع کے ساتھ ملا کر ادا کرو تاکہ وہ پانچ ہو جائیں، اور اسی طرف آپ کے قول: " پانچ کے ساتھ وتر پڑھو " میں اشارہ ہے۔ یا یہ کہ ان تین رکعتوں کو دو شفع پہلے ملا کر ادا کرو تاکہ وہ سات ہو جائیں، اور اسی کی طرف آپ کے قول: " یا سات کے ساتھ " میں اشارہ ہے، یعنی سات رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھو: چار نفل اور تین وتر ، اور ان تین رکعتوں کو اس طرح الگ نہ کرو جیسے مغرب کی نماز ہوتی ہے جس سے پہلے کوئی نفل نہیں ہوتا، اور اسی کی طرف آپ کے قول: " مغرب کی نماز سے مشابہت نہ کرو " میں اشارہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مغرب سے مشابہت اس اعتبار سے نہ کرو کہ وہ (مغرب) پہلے نفل کے بغیر الگ ہوتی ہے، اور اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ مغرب کیساتھ مشابہت نہ کرو اس اعتبار سے کہ اس میں تین رکعات ہیں۔ اور یہ ممانعت ذات کو ذات سے مشابہ کرنے پر وارد نہیں ہوئی، بلکہ صفت کو صفت سے مشابہ کرنے پر وارد ہوئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس بیان میں اس بات کی نفی بھی ہے کہ ایک رکعت کو وتر قرار دیا جائے، کیونکہ آپ نے صرف پانچ یا سات کے ساتھ وتر کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس سمجھ لو۔

تکبیرِ قنوت کے وقت رفع الیدین کرنا

حکم:

(قَوْلُهُ رَافِعًا يَدَيْهِ) أَيْ سُنَّةً إِلَى حِذَاءِ أُذُنَيْهِ كَتَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ. (۱)

مصنف کا قول (تکبر قنوت کے وقت) رفع الیدین کرنا یعنی یہ سنت ہے کہ اپنے ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے، جیسے تکبیرِ احرام میں ہوتا ہے۔

ولا يسن رفع اليدين إلا:	(درج ذیل) مواقع پر رفع الیدین کرنا سنت ہے۔
عند افتتاح كل صلاة.	ہر نماز کی ابتدا (تکبیرِ تحریمہ) کے وقت۔
وعند تكبير القنوت في الوتر..	وتر میں قنوت کی تکبیر کے وقت۔
وتكبيرات الزوائد في العيدين.	عیدین کی زائد تکبیروں میں۔
وحين يرى الكعبة.	کعبہ کو دیکھتے وقت۔
وحين يستلم الحجر الأسود.	حجرِ اسود کا استلام کرتے وقت۔
وحين يقوم على الصفا والمروة.	صفا اور مروہ پر کھڑے ہوتے وقت۔
وعند الوقوف بعرفة ومزدلفة.	عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت۔
وبعد رمي الجمرة الأولى والوسطى.	پہلی اور درمیانی جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد۔
وعند التسبيح عقيب الصلوات. (۲)	نمازوں کے بعد تسبیح (اذکار) کے وقت۔

دلائل:

حدثنا معاوية بن هشام قال: حدثنا سفيان عن ليث عن عبد الرحمن بن الأسود عن أبيه عن عبد الله أنه كان يرفع يديه في قنوت الوتر. (۳)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتروں کی قنوت میں رفع الیدین کرتے تھے۔

حدثنا أبو بكر قال: حدثنا أبو الأحوص عن مغيرة عن إبراهيم قال: ارفع يديك للقنوت. (۳)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وتروں کی قنوت کے لیے رفع الیدین کیا کرو۔

وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يَرْفَعُ الْأَيْدِي فِي تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ. (۴)

فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع الیدین کیا جائے۔

وَقَدْ أَجْمَعَ الَّذِينَ يَقْنُتُونَ قَبْلَ الرُّكُوعِ عَلَى الرَّفْعِ مَعَهَا. (۵)

جو فقہا رکوع سے پہلے قنوت کے قائل ہیں ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ تکبیرِ قنوت کے وقت رفع الیدین کیا جائے۔

---

(۱) حاشية ابن عابدين رد المحتار ط الحلبي جلد (2)، صفحه (6)

(۲) نور الإيضاح ونجاة الأرواح في الفقه الحنفي صفحه (61)

(۳) المصنف ابن أبي شيبة جلد (4)، صفحه (424، 425)

(۴) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع جلد (1)، صفحه (207)

(۵) شرح معاني الآثار جلد (2)، صفحه (178)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ سُلَيْمَانَ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ , عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: "تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ: فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ , وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ , وَفِي الْعِيدَيْنِ , وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ , وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ , وَبِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ , وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ " (ا)

حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ تکبیر افتتاح (تحریمہ) کے وقت ، تکبیر قنوت وتر کے وقت ، تکبیرات عیدین کے وقت ، استلامِ حجر کے وقت ، صفا مروہ پر ، عرفات میں ، جمرتین کے پاس۔

(ا) شرح معاني الآثار جلد (2) ، صفحه (178) ، رقم (3825)

متفرق دلائل:

رفع اليدين في تكبيرة الافتتاح إنما شرع ليتم الإعلام؛ لأن الإعلام لا يتم بالجهر وحده؛ لأن خلفه أصم وأعمى، فالأعمى إن كان يعلم بجهر التكبير فالأصم لا يعلم إلا برفع اليدين.
فالشرع شرع رفع اليدين حتى يقع الإعلام على العموم، فكذا في تكبيرات العيد لا يقع الإعلام على العموم إلا بالجهر والرفع جميعاً بخلاف تكبيرات الركوع والسجود؛ لأن الإعلام على العموم يقع بالجهر، والانتقال من القيام إلى الركوع، فلا حاجة إلى رفع اليدين ليتم الإعلام (١)

تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا اطلاع کو مکمل کرنے کے لیے مشروع کیا گیا ہے، کیونکہ صرف بلند آواز سے تکبیر کہنا اطلاع کے لیے کافی نہیں ہوتا، اس لیے کہ امام کے پیچھے کوئی بہرا بھی ہو سکتا ہے اور اندھا بھی۔
پس اندھا تو تکبیر کی آواز سے آگاہ ہو جاتا ہے، لیکن بہرا صرف ہاتھ اٹھانے سے ہی جان سکتا ہے۔
اسی لیے شریعت نے (رفع الیدین) ہاتھ اٹھانے کو مشروع کیا تاکہ اطلاع سب تک پہنچ جائے۔
اسی طرح عیدین کی تکبیروں میں بھی عام طور پر اطلاع اس وقت پوری ہوتی ہے جب بلند آواز اور ہاتھ اٹھانا دونوں جمع ہوں، بخلاف رکوع اور سجدے کی تکبیروں کے، کیونکہ وہاں عام اطلاع بلند آواز سے اور قیام سے رکوع کی طرف انتقال کے ذریعے ہو جاتی ہے، اس لیے اطلاع مکمل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

وَفِقْهُهُ مَا بَيَّنَّا أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْ رَفْعِ الْيَدِ إِعْلَامُ الْأَصَمِّ الَّذِي خَلْفَهُ وَهَذَا إِنَّمَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي التَّكْبِيرَاتِ الَّتِي يُؤْتَى بِهَا فِي حَالَةِ الِاسْتِوَاءِ كَالتَّكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الْعِيدَيْنِ وَتَكْبِيرِ الْقُنُوتِ وَلَا حَاجَةَ إِلَيْهِ فِيمَا يُؤْتَى بِهِ فِي حَالَةِ الِانْتِقَالِ، فَإِنَّ الْأَصَمَّ يَرَاهُ يَنْحَطُّ لِلرُّكُوعِ، فَلَا حَاجَةَ إِلَى الِاسْتِدْلَالِ بِرَفْعِ الْيَدِ. (٢)

اور اس (رفع الیدین) کی فقہی توجیہ وہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں کہ رفع الیدین کا مقصد پیچھے کھڑے بہرے شخص کو آگاہ کرنا ہوتا ہے، اور اس کی ضرورت صرف ان تکبیروں میں ہوتی ہے جو حالتِ استواء (کھڑے ہونے کی حالت) میں کہی جاتی ہیں، جیسے عیدین کی زائد تکبیریں اور قنوتِ وتر کی تکبیر۔
اور جو تکبیر حالتِ انتقال میں کہی جاتی ہے، اس میں اس (رفع الیدین) کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ بہرا شخص خود دیکھ لیتا ہے کہ امام رکوع کی طرف جھک رہا ہے، لہٰذا ہاتھ اٹھانے کے ذریعے استدلال کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔

---

(١) المحيط البرهاني جلد (2)، صفحه (99)
(٢) المبسوط للسرخسي جلد (1)، صفحه (14)

اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض:

آپ نمازِ عیدین اور وتر میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں ؟ اور فرض نمازوں میں رفع الیدین کیوں نہیں کرتے ؟

جواب:

عیدین اور وتر کے رفع الیدین پر امت کا اجماع ھے۔

وَاتَّفَقُوا عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَاتِ. (۱)

فقہاء کرام کا عیدین کی تکبیرات میں رفع الیدین کرنے پر اتفاق ہے ۔

وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يَرْفَعُ الْأَيْدِي فِي تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ. (۲)

فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع الیدین کیا جائے ۔

اور پنجگانہ فرض نماز میں رفع یدین پر امت کا اجماع نہیں ھے۔بلکہ وہ منسوخ ھے۔منسوخ ہونے کے دلائل کیلئے دیکھئے ہمارا مختصر رسالہ قرۃ العینین فی ترک رفع الیدین ۔

ورفع اليد لم يشرع في الصلاة بدون التكبير كما في تكبيرة الافتتاح، وتكبيرات العيدين، (۳)

اور نماز میں تکبیر کے بغیر محض ہاتھ اٹھانا مشروع نہیں کیا گیا ، بلکہ (رفع الیدین) صرف تکبیر کے ساتھ مشروع ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہم اس رفع الیدین کے قائل ہیں جو تکبیر کے ساتھ کیا جاتا ھے۔

رکوع اور سجدہ میں جانے کے لئے ہم تکبیر پڑھتے ہیں۔ تو اس تکبیر کو تکبیرِ انتقال کہا جاتا ھے(منتقل ہونے کے لئے)۔اور جس رفع الیدین کے ہم قائل ہیں جیسے وتر اور عیدین میں (رفع الیدین) کیا جاتا ھے۔تو وہاں تکبیر انتقال کا رفع الیدین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ ہم وہاں رفع الیدین کے ساتھ الگ سے تکبیر کہتے ہیں۔تاکہ ہمارا رفع الیدین تکبیر والا ہو۔اور معترضین جو پنجگانہ فرض نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں وہ بغیر تکبیر کے ہوتا ھے۔کیونکہ وہاں معترضین جو تکبیر پڑھتے ہیں وہ تکبیر منتقل ہونے کے لئے ہوتی ھے نہ کہ رفع الیدین کے لئے۔اس طرح ان کا رفع الیدین بغیر تکبیر کے ہوتا ہے ، جو کہ مشروع نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض:

قُلْتَ فَقَدْ حَصَرَ رَفْعَ الْيَدِ فِي الْحَدِيثِ بِالْمَوَاضِعِ السَّبْعَةِ، فَمَا وَجْهُ رَفْعِ الْيَدِ عِنْدَ كُلِّ دُعَاءٍ؟

آپ نے کہا کہ حدیث میں رفع الیدین سات مواقع میں محصور ہے ، تو پھر ہر دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:

وَالْمُرَادُ بِنَفْيِ رَفْعِ الْأَيْدِي عَلَى سَبِيلِ الْحَصْرِ أَلَّا تُرْفَعَ عَلَى وَجْهِ سُنَّةِ الْهُدَى إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ لَا نَفْيِهِ مُطْلَقًا؛ لِأَنَّ رَفْعَهَا عِنْدَ الدُّعَاءِ مُسْتَحَبٌّ وَعَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فِي عَامَّةِ الْبُلْدَانِ. (۴)

رفع الیدین کی نفی کو حصر کے طور پر لینا مقصود ہے ، یعنی سنتِ ہدیٰ کے طور پر ہاتھ صرف انہی سات مقامات پر اٹھائے جائیں گے ، مطلقاً نفی مقصود نہیں۔اس لیے کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے ، اور عام بلادِ اسلام میں مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے۔

---

(۱) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح جلد (3) ، صفحه (1071)

(۲) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع جلد (1) ، صفحه (207)

(۳) النهاية في شرح الهداية السغناقي جلد (3) ، صفحه (108)

(۴) العناية شرح الهداية بهامش فتح القدير ط الحلبي جلد (1) ، صفحه (434)

ثم وجه ما ذكر في الحديث على وجه الانحصار، أي: لا يرفع الأيدي على وجه السنن الأصلية التي هي سنة الهدي إلا في هذه المواضع. وأما في سائر المواضع إنما يرفع () في الدعاء على أنه من الآداب والاستحباب والاتباع بالآثار لا على سنة الهدي. (۱)

پھر حدیث میں جو رفع الیدین کا ذکر آیا ہے ، اس کی تخصیص اس طرح کی گئی ہے کہ اصل سنتیں جو کہ سنتِ ہدٰی ہیں رفع الیدین کرنا صرف انہی مقامات میں ہے۔ اور باقی جن مقامات پر دعا کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں ، وہ آداب ، استحباب اور آثار کی پیروی کے طور پر ہوتے ہیں ، نہ کہ سنتِ ہدی کے طور پر۔

تیسرا اعتراض:

لو كان لإعلام الأصم لما أتى به المنفرد، (۲)

اگر تکبیر کہنا بہروں کو خبر دینے کے لیے ہوتا تو اکیلا نماز پڑھنے والا اسے نہ کرتا۔

جواب:

بأن الأصل هو الأداء بالجماعة، قال الله تعالى: { وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ } فيكون الانفراد نادرا، على أن حكمة الحكم لا تراعى في كل فرد. فإن قيل: فعلى هذا يجب أن لا يأتي به المقتدي، أجيب بأن الأصم يجوز أن يكون في آخر الصفوف. (۲)

اصل حکم جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ، " اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو " لہٰذا اکیلے نماز پڑھنا نادر ہے ، نیز یہ کہ کسی حکم کی حکمت ہر ہر فرد کے بارے میں لازماً ملحوظ نہیں رکھی جاتی۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ اس بنا پر تو مقتدی کو بھی تکبیر نہیں کہنی چاہیے ، تو جواب دیا گیا کہ ممکن ہے بہرا آدمی آخری صفوں میں ہو۔

---

(۱) النهاية في شرح الهداية السغناقي جلد (3)، صفحه (110)
(۲) البناية شرح الهداية جلد (2)، صفحه (172)

دعائے قنوت

حکم:

فَالْقُنُوتُ وَاجِبٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ.(۱)

پس دعائے قنوت (پڑھنا) امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک واجب ہے۔

وَأَمَّا دُعَاءُ الْقُنُوتِ فَلَيْسَ فِي الْقُنُوتِ دُعَاءٌ مُوَقَّتٌ كَذَا ذَكَرَ الْكَرْخِيُّ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنْ الصَّحَابَةِ أَدْعِيَةٌ مُخْتَلِفَةٌ فِي حَالِ الْقُنُوتِ؛ وَلِأَنَّ الْمُوَقَّتَ مِنْ الدُّعَاءِ يَجْرِي عَلَى لِسَانِ الدَّاعِي مِنْ غَيْرِ احْتِيَاجِهِ إلَى إحْضَارِ قَلْبِهِ وَصِدْقِ الرَّغْبَةِ مِنْهُ إلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَبْعُدُ عَنْ الْإِجَابَةِ؛ وَلِأَنَّهُ لَا تَوْقِيتَ فِي الْقِرَاءَةِ لِشَيْءٍ مِنْ الصَّلَوَاتِ فَفِي دُعَاءِ الْقُنُوتِ أَوْلَى، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ: التَّوْقِيتُ فِي الدُّعَاءِ يُذْهِبُ رِقَّةَ الْقَلْبِ،

وَقَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا: الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِ لَيْسَ فِي الْقُنُوتِ دُعَاءٌ مُوَقَّتٌ مَا سِوَى قَوْلِهِ اللَّهُمَّ إنَّا نَسْتَعِينُك؛ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ اتَّفَقُوا عَلَى هَذَا فِي الْقُنُوتِ فَالْأَوْلَى أَنْ يَقْرَأَهُ.

وَلَوْ قَرَأَ غَيْرَهُ جَازَ وَلَوْ قَرَأَ مَعَهُ غَيْرَهُ كَانَ حَسَنًا، وَالْأَوْلَى أَنْ يَقْرَأَ بَعْدَهُ مَا عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قُنُوتِهِ «اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْت» إلَى آخِرِهِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْأَفْضَلُ فِي الْوِتْرِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ دُعَاءٌ مُوَقَّتٌ؛ لِأَنَّ الْإِمَامَ رُبَّمَا يَكُونُ جَاهِلًا فَيَأْتِي بِدُعَاءٍ يُشْبِهُ كَلَامَ النَّاسِ فَيُفْسِدُ الصَّلَاةَ، وَمَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ التَّوْقِيتَ فِي الدُّعَاءِ يُذْهِبُ رِقَّةَ الْقَلْبِ مَحْمُولٌ عَلَى أَدْعِيَةِ الْمَنَاسِكِ دُونَ الصَّلَاةِ لِمَا ذَكَرْنَا.(۱)

جہاں تک دعائے قنوت کا تعلق ہے، تو قنوت میں کوئی متعین دعا لازم نہیں ہے، جیسا کہ امام کرخی رحمہ اللہ نے کتاب الصلاۃ میں ذکر کیا ہے، اس لیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قنوت کے موقع پر مختلف دعائیں منقول ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ متعین دعا عموماً داعی (دعا کرنے والے) کی زبان پر حضورِ قلب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سچی رغبت کے بغیر جاری ہو جاتی ہے، اس وجہ سے وہ درجہ قبولیت سے دور ہو جاتی ہے۔ اور اس لیے بھی کہ نمازوں میں قراءت کے لیے کسی خاص چیز کی تعیین نہیں ہے، تو قنوت کی دعا میں بدرجۂ اولیٰ تعیین نہ ہونا چاہیے۔اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، دعا میں تعیین دل کی نرمی کو ختم کر دیتی ہے۔

اور ہمارے بعض مشایخ نے فرمایا کہ اس قول " قنوت میں کوئی متعین دعا نہیں " سے مراد یہ ہے کہ " اللّٰھم إنا نستعینک ۔۔الخ " کے علاوہ کوئی اور دعا متعین نہیں، کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قنوت میں اس دعا پر متفق تھے، لہٰذا اسی کو پڑھنا اولیٰ و افضل ہے۔اور اگر اس دعا کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھ لے تو بھی جائز ہے، اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور دعا بھی ملا لے تو یہ بہتر ہے۔ اور اولیٰ یہ ہے کہ اس کے بعد وہ دعا بھی پڑھی جائے جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ان کے قنوت میں سکھائی، " اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت ۔۔الخ "۔

اور بعض علماء نے کہا کہ وتر میں افضل یہ ہے کہ اس میں متعین دعا ہو اس لیے کہ کبھی امام جاہل ہوتا ہے اور ایسی دعا لے آتا ہے جو لوگوں کے کلام سے مشابہ ہوتی ہے تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ سے جو یہ روایت ہے کہ دعا میں تعیین دل کی نرمی کو ختم کر دیتی ہے، تو اس کو مناسک کی دعاؤں پر محمول کیا جائے گا، نماز کی دعا پر نہیں، جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

وَأَمَّا الْأَذْكَارُ فَالْمَنْقُولُ إبَاحَتُهَا مُطْلَقًا وَيَدْخُلُ فِيهَا اللَّهُمَّ اهْدِنَا إلَى آخِرِهِ، وَأَمَّا اللَّهُمَّ إنَّا نَسْتَعِينُك إلَى آخِرِهِ الَّذِي هُوَ دُعَاءُ الْقُنُوتِ عِنْدَنَا فَالظَّاهِرُ مِنْ الْمَذْهَبِ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ لَهُمَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى.(۳)

اور بہرحال اذکار کے بارے میں منقول بات یہ ہے کہ وہ مطلقاً جائز ہیں، اور اس میں « اللّٰھم اھدنا فیمن ۔۔الخ » بھی شامل ہے۔ اور رہا « اللّٰھم إنا نستعینک ۔۔الخ » تو یہ ہمارے نزدیک دعائے قنوت ہے، تو ظاہر مذہب کے مطابق ان دونوں میں سے کسی کے بارے میں بھی کراہت نہیں ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے۔

---

(۱) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع جلد (1)، صفحه (273)

(۲) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري جلد (1)، صفحه (210)

(و) قراءة (قنوت الوتر) وهو مطلق الدعاء وإما خصوص " اللهم إنا نستعينك ــ الخ " فسنة فقط حتى لو أتى بغيره جاز إجماعا. (۱)

اور قنوتِ وتر کی قرأت تو وہ مطلق دعا ہے ، اور جہاں تک خاص طور پر " اللّٰہم إنّا نستعینک ــ الخ " کا تعلق ہے تو وہ صرف سنت ہے ، یہاں تک کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھ لے تو بھی بالاجماع جائز ہے۔

وَعَنْ طَائِفَةٍ مِنَ الْمَشَايِخِ أَنَّهُ لَا يُؤَقَّتُ فِي دُعَاءِ الْقُنُوتِ لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ يَجْرِي عَلَى اللِّسَانِ مِنْ غَيْرِ صِدْقِ رَغْبَةٍ فَلَا يَحْصُلُ بِهِ الْمَقْصُودُ.

قَالَ آخَرُونَ: ذَلِكَ فِي غَيْرِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، لِأَنَّ الصَّحَابَةَ اتَّفَقُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ قَرَأَ غَيْرَهُ جَازَ وَالْأَوْلَى أَنْ يَقْرَأَ بَعْدَهُ قُنُوتَ الْحَسَنِ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ. (۲)

مشائخ کی ایک جماعت سے یہ منقول ہے کہ دعائے قنوت کے لیے کسی مخصوص دعا کو لازمی طور پر مقرر نہیں کیا جانا چاہیے ، کیونکہ جب دعا کو مقرر کر دیا جائے تو وہ سچی طلب اور رغبت کے بغیر زبان پر جاری ہو جاتی ہے ، اور دعا کا اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اور بعض دوسرے اہلِ علم نے کہا ہے کہ یہ بات (دعا کی تعیین) " اللّٰھم إنا نستعینک ــ الخ " کے علاوہ دعاؤں کے بارے میں ہے ، کیونکہ اس دعا پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھ لی جائے تو وہ بھی جائز ہے ، لیکن افضل یہ ہے کہ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قنوت بھی پڑھی جائے ، " اللّٰھم اھدني فیمن ھدیت ــ الخ ـ"

ماثور دعائیں

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: قُرِئَ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَكَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْقَاهِرِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو عَلَى مُضَرَ إِذْ جَاءَهُ جِبْرِيلُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ فَسَكَتَ، فَقَالَ: " يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَلَا لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً، وَلَمْ يَبْعَثْكَ عَذَابًا { لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ } ثُمَّ عَلَّمَهُ هَذَا الْقُنُوتَ : " اللهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ، اللهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ " (۳)

حضرت خالد بن ابو عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ (قبیلہ) مضر کے خلاف دعا کر رہے تھے ، تب جبرائیل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور اشارہ کیا کہ خاموش ہو جائیں ، تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے ۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا " اے محمد ﷺ! اللہ نے آپ کو بدگو اور لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ، اور نہ آپ کو عذاب (دینے والا) بنا کر بھیجا ۔ { لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ }

نہیں ہے آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل چاہے تو اللہ ان کی توبہ قبول فرمالے اور چاہے تو عذاب دے انھیں پس بیشک وہ ظالم ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل نے (اذن الٰہی سے) آپ ﷺ کو یہ دعا سکھائی ۔

اللهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ، اللهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ.

---

(۱) النهر الفائق شرح كنز الدقائق جلد (1) ، صفحه (200)

(۲) فتح القدير للكمال بن الهمام جلد (1) ، صفحه (430)

(۳) السنن الكبرى البيهقي جلد (2) ، صفحه (298) ، رقم (3142)

حدثنا محمد بن فضيل عن عطاء بن السائب عن أبي عبد الرحمن قال: علمنا ابن مسعود أن نقرأ في القنوت، يعني في الوتر: اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير ولا نكفرك، ونخلع ونترك من يفجرك، اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحمد نرجو رحمتك ونخشى عذابك، إن عذابك بالكفار ملحق.(۱)

حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں سکھایا کہ ہم قنوتِ وتر میں یہ (دعا) پڑھیں۔

اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير ولا نكفرك، ونخلع ونترك من يفجرك، اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحمد نرجو رحمتك ونخشى عذابك، إن عذابك بالكفار ملحق.

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ؛ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ. (۲)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات سکھائے جنہیں میں وتر میں پڑھا کروں،

اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ؛ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ.

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي وِتْرِهِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ". (۳)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

حدثنا وكيع عن هارون بن أبي إبراهيم عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن ابن عباس أنه كان يقول في قنوت الوتر، لك الحمد ملء السماوات السبع وملء الأرضين السبع وملء ما بينهما من شيء بعد، أهل الثناء والمجد أحق ما قال العبد وكلنا لك عبد لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد.(۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ قنوتِ وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

لك الحمد ملء السماوات السبع وملء الأرضين السبع وملء ما بينهما من شيء بعد، أهل الثناء والمجد أحق ما قال العبد وكلنا لك عبد لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد.

---

(۱) المصنف ابن أبي شيبة جلد (4)، صفحه (512)، رقم (7072)

(۲) أخرجه الترمذي في "الجامع"، أبواب الوتر باب ما جاء في القنوت في الوتر، رقم (464).

(۳) أخرجه الترمذي في "الجامع"، أبواب الدعوات عن رسول الله ﷺ باب في دعاء الوتر، رقم (3566).

(۴) المصنف ابن أبي شيبة جلد (4)، صفحه (511)، رقم (7069)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يَأْثِرُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الْقُنُوتِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: « اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اللَّهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ ». (۱)

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ قنوت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

« اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اللَّهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ ».

وَمَنْ لَا يُحْسِنُ الْقُنُوتَ يَقُولُ: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ وَقَالَ أَبُو اللَّيْثِ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَيُكَرِّرُ ثَلَاثًا انْتَهَى. (۲)

اور جو شخص دعائے قنوت اچھی طرح نہیں جانتا، وہ یہ کہے ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

اور ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ یہ تین مرتبہ دہرائے۔ ﴿اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي﴾

---

(۱) المصنف عبد الرزاق جلد (3)، صفحہ (111)، رقم (4969)
(۲) فتح القدیر للکمال بن الهمام جلد (1)، صفحہ (430)

تین رکعات وتر
ایک سلام کیساتھ

پہلی دلیل

أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ ، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ .(۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

دوسری دلیل

أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ، قَالَ : أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ خَالِدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عَزْرَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ { سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى } ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِـ { قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ } ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ { قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ } ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ، وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ : " سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ " . ثَلَاثًا . (۲)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں (پہلی رکعت میں) " سبح اسم ربک الأعلی " دوسری رکعت میں " قل یا أیها الکافرون " اور تیسری میں " قل هو الله أحد " پڑھتے، اور ان کے بالکل آخر ہی میں سلام پھیرتے، اور تین بار: سبحان الملک القدوس کہتے (سلام پھیرنے کے بعد)۔

تیسری دلیل

أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ، قَالَ : أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ خَالِدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عَزْرَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ { سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى } ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِـ { قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ } ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ { قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ } ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ، وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ : " سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ " . ثَلَاثًا .

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر میں تشریف لے آتے تھے، پھر دو رکعتیں پڑھتے، اس کے بعد اس کی نسبت لمبی دو رکعتیں مزید پڑھتے، پھر تین وتر پڑھتے اور ان میں فاصلہ نہ کرتے۔ پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ جس میں بیٹھ کر ہی رکوع کرتے اور بیٹھے بیٹھے ہی سجدے میں چلے جاتے تھے۔

چوتھی دلیل

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْمُرَادِيُّ قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ السَّبْعَةِ، سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ , وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ , وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ , وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ , وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ , وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ , وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ , فِي مَشْيَخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلِ فِقْهٍ وَصَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَرُبَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا. فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ: «أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ

---

(۱) أخرجه النسائي في "المجتبى". كتاب قيام الليل وتطوع النهار باب كيف الوتر بثلاث ، رقم (1698).

(۲) أخرجه النسائي في "المجتبى". كتاب قيام الليل وتطوع النهار باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر أبي بن كعب في الوتر ، رقم (1701).

(۳) أخرجه أحمد في "المسند" ، مسند الصديقه عائشة بنت الصديق رضى الله تعالىٰ عنهما ، جلد (42) ، صفحه (126) ، رقم (25223).

لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ » فَهَذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ وَعُلَمَائِهِمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ , وَتَابَعَهُمْ عَلَى ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ , وَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ مُنْكِرٌ سِوَاهُمْ .(١)

حضرت ابو العوام محمد بن عبداللہ نے اپنی اسناد کے ساتھ ابو الزناد سے نقل کیا کہ مدینہ منورہ کے فقہاء سبع حضرت ابن المسیب ' حضرت عروہ ' حضرت قاسم ' حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن ' حضرت خارجہ بن زید ' حضرت عبداللہ بن عبداللہ ' حضرت سلیمان بن یسار رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ اپنے علاوہ مشائخ اور فضیلت و صلاحیت والے فقہاء کے سامنے مسائل بیان کرتے۔ بسا اوقات کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو پھر ان میں سے اکثریت کے قول کو اور افضل ترین کے قول کو لیتے۔ پس میں نے ان سے اس سلسلہ میں جو یاد کیا وہ یہی تھا کہ وتر تین ہیں اور ان کے آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔ پس یہ فقہاء و علماء مدینہ منورہ جن کا ہم نے تذکرہ کیا ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر تین ہیں۔ آخر میں سلام پھیرتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی متابعت کی اور کسی انکار کرنے والے نے اس کا انکار نہیں کیا۔

---

(١) شرح معاني الآثار جلد (1) ، صفحه (296) ، رقم (1758)

متفرق دلائل:

فَلَمَّا ثَبَتَ عَنْهُمْ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ , نَظَرْنَا فِي حُكْمِ التَّسْلِيمِ بَيْنَ الِاثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ , كَيْفَ هُوَ؟ فَرَأَيْنَا التَّسْلِيمَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَيَخْرُجُ الْمُسْلِمُ بِهِ مِنْهَا , حَتَّى يَكُونَ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ . وَقَدْ رَأَيْنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ مِنَ الْفَرْضِ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُفْصَلَ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ بِسَلَامٍ . فَكَانَ النَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ , الْوِتْرُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُفْصَلَ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ بِسَلَامٍ .(۱)

جب ان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ وتر تین ہیں تو اب ہم نے دو کے بعد سلام پھیرنے کے مسئلہ کو دیکھا کہ اس کی صورت کیا ہے۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ سلام سے نماز منقطع ہوجاتی ہے اور سلام کرنے والا نماز سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز سے باہر ہوجاتا ہے۔ اور ہم نے غور سے دیکھا کہ فرائض کے سلسلہ میں اس بات پر اجماع ہے کہ ان کے مابین سلام سے فاصلہ نہ کیا جائے۔ پس نظر کا تقاضا یہ ہے کہ وتر کا حکم بھی یہی ہو۔ چاہیے کہ وتر کے درمیان سلام سے فاصلہ نہ کیا جائے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهُ ﷺ « مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا » فَلَوْ كَانَ يَفْصِلُ لَقَالَتْ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ وَاحِدَةً. (۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے، تو ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھتے، تو ان کی بھی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں پڑھتے۔

اگر آپ ﷺ رکعتوں کے درمیان فاصلہ (سلام) کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ، پھر دو رکعتیں پڑھتے، پھر ایک رکعت۔

اعتراض:

ما تقول في الحديث الذي ذكره المصنف يحتمل أنه كان يوتر بتسليمتين. (۳)

اس حدیث کے بارے میں آپ کیا کہیں گے جس کو مصنف نے ذکر کیا ہے، اس میں احتمال ہے کہ آپ ﷺ دو سلام کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔

جواب:

دفع هذا الاحتمال ما ذكرناه عن النسائي. (۳)

یہ احتمال ان احادیث سے ختم ہو جاتا ہے جو ہم نے سنن نسائی سے نقل کی ہیں۔

---

(۱) شرح معاني الآثار جلد (1) ، صفحه (294) رقم (1749)

(۲) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي جلد (1) ، صفحه (170)

(۳) البناية شرح الهداية جلد (2) ، صفحه (482)

دعائے قنوت سارا سال پڑھی جائے

پہلی دلیل

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي وِتْرِهِ : " اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ " . (۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی نمازِ وتر میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

« اللهم إني أعوذ برضاک من سخطک وأعوذ بمعافاتک من عقوبتک وأعوذ بک منک لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسک »

وجه الاستدلال به إن كان يقتضي الدوام فيدل على أنه كان يقنت به في جميع السنة، ومن ادعى غير ذلك فعليه البيان (۲)

اس سے استدلال کا پہلو یہ ہے کہ اگر یہ (عمل) دوام کا تقاضا کرتا ہے ، تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ پورا سال قنوت پڑھتے تھے ، اور جو اس کے خلاف دعویٰ کرے اس پر دلیل پیش کرنا لازم ہے۔

دوسری دلیل

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي ، قَالَ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، قَالَ : حَدَّثَنِي مُسْلِمٌ ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ . (۳)

محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی۔

وَلَمْ يَذْكُرُوا وَقْتًا فِي السُّنَّةِ. (۴)

اور انہوں نے سنت میں (مخصوص) وقت کا ذکر نہیں کیا۔

متفرق دلیل

ولأن القنوت من سنن الوتر فلا يختص ببعض الأزمان كسائر السنن. (۲)

اور چونکہ (دعائے) قنوت ، وتر کی سنتوں میں سے ہے ، اس لیے یہ دوسری سنتوں کی طرح کسی خاص زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

---

(۱) أخرجه الترمذي في "الجامع"، أبواب الدعوات عن رسول الله ﷺ باب في دعاء الوتر ، رقم (3566).

(۲) البناية شرح الهداية جلد (2)، صفحه (489)

(۳) أخرجه ابن ماجه في "السنن"، كتاب: إقامة الصلاة والسنة فيها باب ما جاء في القنوت قبل الركوع وبعده ، رقم (1184).

(۴) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع جلد (1) ، صفحه (273)

اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض:

مَا تَقُوْلُ فِي فِعْلِهِ رضی الله تعالیٰ عنه

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَمَّهُمْ يَعْنِي فِي رَمَضَانَ وَكَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.(۱)

آپ صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل کے متعلق کیا کہیں گے۔

محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان میں ان کی امامت کرائی اور وہ رمضان کے نصف آخر میں قنوت پڑھتے تھے۔

حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي، فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ: أَبَقَ أُبَيٌّ. (۱)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر جمع کر دیا، وہ لوگوں کو بیس راتوں تک نماز پڑھایا کرتے تھے اور انہیں قنوت نصف اخیر ہی میں پڑھاتے تھے اور جب آخری عشرہ ہوتا تو مسجد نہیں آتے اپنے گھر ہی میں نماز پڑھا کرتے۔

جواب:

هذا لفظ أَبِي دَاوُد وَالْبَيْهَقِيّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ لِأَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ بَلْ وُلِدَ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عنه وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُد أَيْضًا عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَمَّهُمْ يَعْنِي فِي رَمَضَانَ وَكَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ الْآخِرِ مِنْهُ وَهَذَا أَيْضًا ضَعِيفٌ لِأَنَّهُ رِوَايَةُ مَجْهُولٍ.(۲)

یہ (مذکورہ) الفاظ ابوداؤد اور بیہقی کی روایت کے ہیں، اور یہ منقطع ہے کیونکہ حضرت حسن (البصری) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر (بن خطاب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا (زمانہ) نہیں پایا، بلکہ وہ (تب) پیدا ہوئے، جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری دو سال باقی تھے۔اور ابوداؤد نے یہ روایت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے، وہ اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُبیؓ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو (رمضان) میں امامت کرائی، اور وہ رمضان کے آخری نصف میں (دعائے) قنوت پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ روایت بھی ضعیف ہے، کیونکہ یہ مجہول راوی کی روایت ہے۔

أَنَّ الضَّعِيفَ لَا يُحْتَجُّ بِهِ فِي العقائد وَالْأَحْكَام وَيجوز رِوَايَته وَالْعَمَل بِهِ فِي غير ذَلِك كالقصص وفضائل الْأَعْمَال وَالتَّرْغِيب والترهيب.(۳)

ضعیف حدیث عقائد اور احکام میں قابل اعتبار نہیں، ہاں اس کے علاوہ قصص، فضائلِ اعمال اور ترغیب و ترہیب کے باب میں اس کو روایت کرنا یا اس پر عمل کرنا جائز ہے۔

ويجوز أن يكون لم يكن يصلي بهم الوتر إلا في النصف الأخير، ويصلي قبل ذلك لنفسه في بيته، ويقنت لنفسه. فلا دلالة في هذا الخبر على خلاف ما رواه عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه كان يقنت.

وأيضا: فلما ثبت أن القنوت من سنة الوتر في النصف الأخير من شهر رمضان، دل أن من سنته فعله في سائر

---

(۱) أخرجه أبو داود في "السنن"، كتاب الصلاة باب تفريع أبواب الوتر، رقم (1429، 1428).

(۲) المجموع شرح المهذب جلد (4)، صفحه (18)

(۳) النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي جلد (2)، صفحه (308)

السنة، كسائر الأذكار المفعولة في الصلوات المسنونة، لا يختلف حكمها في شهر رمضان وغيره. (۱)
اور ممکن ہے کہ وہ (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نصفِ رمضان سے پہلے صحابہ کو وتر نہ پڑھاتے ہوں، اور اس سے پہلے اپنے گھر میں تنہا نماز پڑھتے ہوں اور خود (دعائے) قنوت پڑھتے ہوں، تو اس خبر میں نبی کریم ﷺ کی اس روایت کے خلاف کوئی دلیل نہیں، جو حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ (دعائے) قنوت پڑھتے تھے۔
اور یہ بھی کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ قنوت، رمضان کے آخری نصف حصے میں وتر کی سنت سے ہے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ (دعائے) قنوت (وتر) کی سنت ہے، اور اسے پورا سال پڑھا جائے جیسا کہ دیگر اذکار جو مسنون نمازوں میں کیے جاتے ہیں، ان کا حکم رمضان اور غیر رمضان میں مختلف نہیں ہوتا۔

دوسرا اعتراض:

ما تقولُ في فُعلِه ﷺ
أنبأ أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ، أنبأ أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقَطَّانُ، ثنا أَيُّوبُ الْوَزَّانُ، ثنا غَسَّانُ بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا أَبُو عَاتِكَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ مِنْ رَمَضَانَ إِلَى آخِرِهِ" (۲)
آپ نبی کریم ﷺ کے فعل کے متعلق کیا کہیں گے۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے نصف سے آخر تک قنوت پڑھا کرتے تھے۔

جواب:

قَالَ أَبُو أَحْمَدَ: أَبُو عَاتِكَةَ طَرِيفُ بْنُ سَلْمَانَ وَيُقَالُ: ابْنُ سُلَيْمَانَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، سَمِعْتُ ابْنَ حَمَّادٍ يَذْكُرُهُ عَنِ الْبُخَارِيِّ (۲)
ابو احمد نے فرمایا: ابو عاتکہ، طریف بن سلمان ہے اور کہا گیا ہے کہ ابن سلیمان منکر الحدیث ہے۔
میں (البیہقی) نے ابن حماد کو سنا، وہ امام بخاری سے اسے نقل کر رہے تھے۔

وفي حديث ابن عدي أبو عاتكة وهو ضعيف. (۳)
اور ابن عدی والی حدیث میں ابو عاتکہ ہیں جو کہ ضعیف ہیں۔
أَن الضَّعِيف لَا يُحتَجّ بِهِ فِي العقائد وَالْأَحْكَام وَيجوز رِوَايَته وَالْعَمَل بِهِ فِي غير ذَلِك كالقصص وفضائل الْأَعْمَال وَالتَّرْغِيب والترهيب. (۴)
ضعیف حدیث عقائد اور احکام میں قابل اعتبار نہیں، ہاں اس کے علاوہ قصص، فضائلِ اعمال اور ترغیب و ترہیب کے باب میں اس کو روایت کرنا یا اس پر عمل کرنا جائز ہے۔

---

(۱) شرح مختصر الطحاوي للجصاص جلد (1)، صفحه (675)
(۲) السنن الكبرى البيهقي جلد (2)، صفحه (703)، رقم (4637)
(۳) البناية شرح الهداية جلد (2)، صفحه (490)
(۴) النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي جلد (2)، صفحه (308)

ماٰخذ ومراجع

نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
قرآن مجید	کلام الٰہی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری	دار طوق النجاۃ، بیروت
صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری	دار المنہاج، جدہ
سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی	دار البشائر الاسلامیہ، بیروت
سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی	مؤسسۃ الریان، بیروت
جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی	دار الغرب الاسلامی، بیروت
سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ	دار الجیل، بیروت
مسند احمد	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل	مؤسسۃ الرسالہ، بیروت
شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی	عالم الکتب، بیروت
السنن الکبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر السیوطی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
مستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم	دار الکتب العلمیہ، بیروت

مآخذ ومراجع

نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
المصنف	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ	دار کنوز اشبیلیا، الریاض
المصنف	امام ابو بکر عبد الرزاق	المجلس العلمی، الہند
عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود العینی	دار الفکر، بیروت
المنہاج	امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی	دار احیاء التراث، بیروت
مرقاۃ المفاتیح	امام ملا علی بن سلطان القاری	دار الفکر، بیروت
نصب الرایہ	امام جلال الدین ابو محمد عبد اللہ الزیلعی	مؤسسۃ الریان، بیروت
الدرایہ	امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی	دار المعرفۃ، بیروت
بدائع الفوائد	محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہ	دار الکتاب العربی، بیروت
فتح القدیر	امام کمال الدین، المعروف ابن الہمام الحنفی	دار الفکر، بیروت
نور الایضاح	امام حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	المکتبۃ العصریہ
البحر الرائق	امام زین الدین بن ابراہیم، المعروف ابن نجیم	دار الکتاب الاسلامی، بیروت
النہر الفائق	امام سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم الحنفی	دار الکتب العلمیہ، بیروت

ماٰخذومراجع

نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
شرح مختصر الطحاوی	امام ابوبکر الرازی الجصاص	دار البشائر الاسلامیہ
تبیین الحقائق	عثمان بن علی الزیلعی الحنفی	المطبعۃ الکبریٰ، القاہرہ
المحیط البرھانی	امام برھان الدین ابو المعالی البخاری الحنفی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
النھایہ	امام حسین بن علی السغناقی الحنفی	مرکز الدراسات الاسلامیہ
حاشیۃ الطحطاوی	احمد بن محمد بن اسمٰعیل الطحطاوی الحنفی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
العنایہ	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود البابرتی	دار الفکر، بیروت
الدر المختار	محمد بن علی بن عبد الرحمٰن الحنفی الحصکفی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
المبسوط	محمد بن احمد بن ابی سھل شمس الائمہ السرخسی	مطبعۃ السعادۃ، مصر
رد المختار	محمد امین، المعروف ابن عابدین الشامی	دار الفکر، بیروت
بدائع الصنائع	امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
البنایہ	امام محمود بن احمد، المعروف بدر الدین العینی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
المجموع شرح المھذب	امام ابو زکریا محی الدین یحیٰی بن شرف النووی	الطباعۃ المنیریہ، القاہرہ
النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح	امام ابو عبد اللہ بدر الدین الزرکشی	اضواء السلف، الریاض